هفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲ر شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ
۲۵ر اکتوبر ۱۹۶۸ء

ہنے کے
ہے لیکن فا
نظر انداز کر
کی حیثیت
طرف سے
آزادی ہے کہ
اندر ہیں ۔ ہم نہیں
دہندگان اپنے لئے جس
کرتے ہیں وہ دوسروں کے لئے

از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ النُّعمَانِ بنِ بَشِیرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُمَا قَالَ: سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: "لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَکُم اَو لَیُخَالِفَنَّ اللّٰہُ بَینَ وُجُوھِکُم" مُتَّفَقٌ عَلَیہِ، وَفِی رِوَایَۃٍ لِّمُسلِم اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُسَوِّی صُفُوفَنَا حَتّٰی کَاَنَّمَا یُسَوِّی بِھَا القِدَاحَ حَتّٰی رَاٰی اَنَّا قَد عَقَلنَا عَنہُ ثُمَّ خَرَجَ یَومًا فَقَامَ حَتّٰی کَادَ یُکَبِّرُ فَرَاٰی رَجُلًا بَادِیًا صَدرُہٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ: "عِبَادَ اللّٰہِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَکُم اَو لَیُخَالِفَنَّ اللّٰہُ بَینَ وُجُوھِکُم"

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ آپ فرما رہے تھے کہ یا تو تم اپنی صفوں کو سیدھا کر لو، نہیں تو اللہ تعالے تمہارے چہروں میں مخالفت کر دے گا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو سیدھا کیا کرتے تھے گویا کہ ان کے ساتھ تیر سیدھا کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے سمجھا کہ ہم نے آپ سے اس بات کو سیکھ لیا۔ پھر ایک روز آپ باہر تشریف لا کر کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ آپؐ تکبیر کہنے کو تھے کہ ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا ہے تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ اللہ کے بندو! صفیں سیدھی کر لو ورنہ اللہ رب العزت تمہارے چہروں میں مخالفت پیدا کر دے گا۔

عَنِ البَرَاءِ بنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُمَا قَالَ: کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِن نَاحِیَۃٍ اِلٰی نَاحِیَۃٍ یَمسَحُ صُدُورَنَا وَمَنَاکِبَنَا وَیَقُولُ: "لَا تَختَلِفُوا فَتَختَلِفَ قُلُوبُکُم"، وَکَانَ یَقُولُ "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّونَ عَلَی الصُّفُوفِ الاُوَلِ"، رَوَاہُ اَبُوداؤد بِاِسنَادٍ حَسَنٍ۔

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کے درمیان میں ایک جانب سے دوسری جانب تک پھرتے تھے اور ہمارے سینوں اور مونڈھوں کو ہاتھ لگا لگا کر دیکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے قلوب مختلف ہو جائیں گے اور فرماتے تھے کہ اللہ رب العزت اور اس کے فرشتے پہلی صفوں پر رحمت بھیجتے ہیں (اس حدیث کو امام ابوداؤد نے صحیح اسناد حسن کے ساتھ ذکر کیا ہے۔)

عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُمَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَقِیمُوا الصُّفُوفَ، وَحَاذُوا بَینَ المَنَاکِبِ وَسُدُّوا الخَلَلَ وَلِینُوا بِاَیدِی اِخوَانِکُم، وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِّلشَّیطَانِ، وَمَن وَصَلَ صَفًّا وَصَلَہُ اللّٰہُ وَمَن قَطَعَ صَفًّا قَطَعَہُ اللّٰہُ"، رَوَاہُ اَبُودَاؤد بِاِسنَادٍ صَحِیحٍ۔

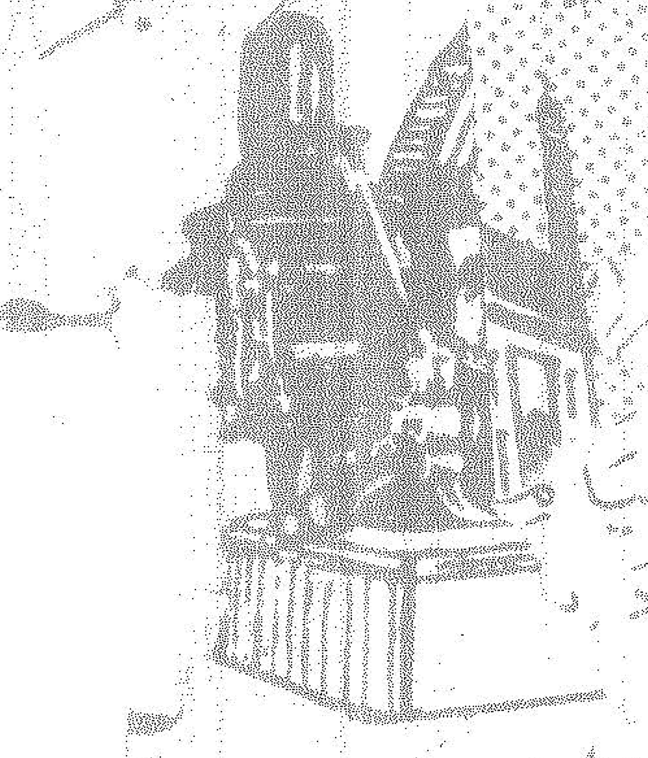
ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صفوں کو قائم کرو اور مونڈھے ملاؤ۔ اور کشادگی کو بند کرو۔ اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں کے ساتھ نرمی کرو۔ اور شیطان کے لئے راستے مت چھوڑو۔ اور جس نے صف کو ملایا۔ اللہ رب العزت اس کو (اپنی رحمت سے) ملائے گا۔ اور جس نے صف کو قطع کیا سو اس کو اللہ تعالے (اپنی رحمت سے) قطع کرے گا (ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

عَن اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "رُصُّوا صُفُوفَکُم وَقَارِبُوا بَینَھَا، وَحَاذُوا بِالاَعنَاقِ، فَوَالَّذِی نَفسِی بِیَدِہٖ اِنِّی لَاَرَی الشَّیطَانَ یَدخُلُ مِن خَلَلِ الصَّفِّ کَاَنَّھَا الحَذَفُ"، حَدِیثٌ صَحِیحٌ رَوَاہُ اَبُودَاؤد بِاِسنَادٍ عَلٰی شَرطِ مُسلِمٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی صفوں کو ملاؤ اور آپس میں قریب ہو جاؤ۔ اور اپنی گردنیں محاذات میں کرو۔ پس میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بے شک میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ صفوں میں ایسا گھستا ہے جیسا کہ بکری کا بچہ ہے۔ (حدیث صحیح ہے ابوداؤد نے اپنی سند کے ساتھ مسلم کی شرط پر اس کو ذکر کیا ہے۔

عَن اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَتِمُّوا الصَّفَّ المُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِی یَلِیہِ، فَمَا کَانَ مِن نَقصٍ فَلیَکُن فِی الصَّفِّ المُؤَخَّرِ. رَوَاہُ اَبُودَاؤد بِاِسنَادٍ حَسَنٍ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پہلی صف کو پورا کرو اور پھر اس کے قریب والی کو۔ سو اگر کسی قسم کی کمی ہو تو وہ آخری صف میں ہونی چاہیے [illegible] نے اس حدیث کو اسناد [illegible]



عَن عَا[illegible]
قَالَت: قَالَ رَ[illegible]
عَلَیہِ وَسَلَّمَ [illegible]
یُصَلُّونَ عَلٰی مَیَا[illegible]
رَوَاہُ اَبُودَاؤد [illegible]
شَرطِ مُسلِمٍ [illegible]

فی توثیق ورکس لمیٹڈ (ویسٹ پاکستان)
بیرون شیرانوالہ گیٹ
[illegible]شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴ | ۲ر شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۵ر اکتوبر ۱۹۶۸ء | شمارہ ۲۵

قادیانیوں کے کافر یا مسلمان ہونے کا مسئلہ

چٹان کیس میں ہائی کورٹ کا فیصلہ

ہفت روزہ چٹان کے ڈیکلریشن کی منسوخی کے مقدمہ میں یہ مسئلہ بھی زیر بحث آیا کہ کیا قادیانی مسلمان ہیں یا نہیں اور کہ مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے یا نہیں کہ قادیانیوں کو کافر کہیں — یہ نکتہ بھی عدالت کے غور و فکر کا عنوان بنا کہ "مرتد" واجب القتل ہے یا نہیں — ان ہر دو امور پر ہائی کورٹ نے جو فیصلہ صادر کیا اس کا ترجمہ درج ذیل ہے اور ہم متوقع ہیں کہ علماء دین زیر بحث عنوانات کی اہمیت کے پیش نظر انفرادی اور اجتماعی ہر دو حیثیتوں سے اس پر غور کریں گے۔ اور جو اہم ترین فرض ان پر عائد ہوتا ہے بطریق احسن اس سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں گے۔
(المنبر: ۱۸ر رجب ۸۸ ۱۳ھ)

۲۴۔ جہاں تک بنیادی حقوق نمبر ۸ اور نمبر ۹ جو کاروبار، تجارت یا پیشہ کی آزادی اور تقریر کی آزادی کے بارے میں ہیں، کا تعلق ہے وہ ہنگامی حالت کے اعلامیہ کے باعث معطل پڑے ہیں، اپنے مذہب پر عمل کرنے اور کاربند ہونے کی آزادی (بنیادی حق ۱۰) زیر عمل ہے لیکن اس پر عمل درآمد کی آزادی کو واضح طور پر "قانون امن عامہ اور اخلاقیات کے تابع" کر دیا گیا ہے اس لئے یہ مطلق و خود مختارانہ نہیں ہے۔ درخواست دہندگان کے فاضل وکیل کا سارا زور اس دلیل پر تھا کہ احمدی اسلام کا ایک فرقہ نہیں ہیں اور ایسا کہنے کے اس حق کی آئین ضمانت دیتا ہے لیکن فاضل وکیل اس امر واقعہ کو نظر انداز کرتے ہیں کہ پاکستان کے شہریوں کی حیثیت سے احمدیوں کو بھی آئین کی طرف سے اس اعلان و دعوے کی وہی آزادی ہے کہ وہ اسلام کے دائرہ کے اندر ہیں۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ درخواست دہندگان اپنے لئے جس حق کا دعوے کرتے ہیں وہ دوسروں کے لئے اس سے انکار کیسے کر سکتے۔ یقیناً انہیں دہشت زدہ کر کے ایسا نہیں کیا جا سکتا۔ بنیادی سوال یہ ہے کہ درخواست دہندگان اور ان کے ہم خیال دوسرے لوگ احمدیوں کو یہ دعوے کرنے سے قانوناً کہاں تک روک سکتے ہیں کہ اسلام کے دوسرے فرقوں کے ساتھ اپنے عقائد کے اختلافات کے باوجود وہ اسلام کے اتنے ہی اچھے (نیک) پیروکار ہیں جیسا کہ کوئی دوسرا شخص — جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہو، درخواست دہندگان کے فاضل وکیل نے اس سوال کا جواب صاف طور پر نفی میں دیا کہ کیا کوئی ایسی درخواست جس میں اس اعلان کے لئے کہا جائے کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں یا احمدیوں کے خلاف کوئی ایسا مستقل حکم امتناعی کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے سے باز رہیں — عدالت اس کی اہل و مجاز ہو گی؟ (عدالت کے لئے قابل سماعت ہو گا؟) درخواست دہندگان کے کسی قانونی حق کی عدم موجودگی میں کسی جائداد یا عہدہ کے حق کی صورت سول درخواست قابل سماعت ہو سکتی ہے یہ موخرالذکر قسم کے معاملات مثلاً سجادہ نشین یا کسی خانقاہ کے متولی یا اس قسم کے ایسے دوسرے ادارے جن کے عہدے سنبھالنے کے لئے مذہبی عقائد اولین بنیادی شرط ہوتے ہیں، کے سلسلہ میں تو سول درخواست (سول) قابل سماعت ہو سکتی ہے۔ ہمارے مقصد کی سب سے برمحل و موزوں مثال آئین کا آرٹیکل ۱۰ ہے جس کے مطابق صدارتی انتخاب کے امیدوار کے لئے دوسری اہلیتوں کے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ وہ "مسلمان" ہو۔ صدارتی انتخاب کے قانون مجریہ ۱۹۶۴ء کی دفعہ نمبر ۸ کے تحت ریٹرننگ آفیسر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ آئین کے تحت تسلی کے لئے صدر منتخب ہونے والوں کے بارے میں سرسری انکوائری کا اہتمام کرے اس سے انکوائری میں اس کے مسلمان ہونے کے بارے میں استفسار بھی شامل ہے — اگر کسی امیدوار کے کاغذات نامزدگی منجملہ دوسری باتوں کے اس بنیاد پر مسترد کر دئے جائیں کہ وہ مسلمان نہیں تو انتخابی کمیشن سے اپیل کی جا سکتی ہے اور اس قسم کی اپیل پر کمیشن جو حکم دے وہ بمطابق ذیلی دفعہ (۵) قطعی ہو گا۔ آئین کے آرٹیکل نمبر ۱۷۱ میں یہ اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ انتخاب سے متعلقہ تنازعات کا فیصلہ صرف ایسے طریق سے ہو گا جو یہاں دیا گیا ہے یا اس مقصد کے لئے قائم کردہ ٹریبونل کے ذریعہ — اس کے علاوہ کسی اور طرح نہیں۔ آرٹیکل کی دفعہ (۲) میں لکھا ہے:۔

"جب کسی شخص کے بارے میں صدر منتخب ہو جانے کا اعلان کیا جا چکا ہو تو اس کے انتخاب کے جواز پر کسی عدالت یا دوسری اتھارٹی کے ذریعہ اعتراض نہیں کیا جائے گا۔"

اس طرح یہ دیکھا جائے گا کہ صدارتی انتخاب کے مقصد کے لئے بھی ایک خاص دائرۂ اختیار و سماعت پیدا کیا گیا ہے جو اس تعین میں قطعی اور آخری فیصلہ کرتا ہے کہ کیا انتخاب کے لئے امیدوار مسلمان ہے یا نہیں۔ اس طرح سول عدالتوں کے دائرۂ اختیار کو محدود و پابند کر دیا گیا ہے۔

۲۵۔ ہم معاملہ کے اس پہلو پر غور کرنے کے لئے مجبور ہوتے کیونکہ درخواست دہندگان کے فاضل وکیل نے

(باقی ص۱۷ پر)

مجلس ذکر

۲۴ر رجب المرجب ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۷ر اکتوبر ۱۹۶۸ء

قرآن وسنّت کو مشعلِ راہ بنائیے!

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ : امّا بعد :
فاعوذ باللہ من الشّیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :—

بزرگانِ محترم! اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں یہاں جمع ہو کر اپنا ذکر کرنے اور اپنی یاد کی توفیق نصیب فرمائی۔ یہ فقط اُسی کا فضل و کرم ہے۔ ہمارا اس میں کوئی کمال نہیں۔ انسان کی بساط ہی کیا ہے۔ اللہ نہ چاہے تو یہ کر ہی کیا سکتا ہے؟ ہر چیز اُسی ذاتِ والاصفات کے قبضۂ اختیار میں ہے۔ ہم تو محض اس کے حکموں کی تعمیل کرنے والے ہیں۔ اور یہی ہمارا منشاءِ زندگی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو فرایضِ قرآنی بجا لانے اور سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! قرآن عزیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اور یہ تمام نوعِ انسانی کے لئے ایک مکمل پروگرام اور جامع ترین ضابطۂ حیات اپنے اندر رکھتا ہے۔ اب کائناتِ انسانی کے لئے نجات اور فلاحِ دارین۔ کی فقط ایک ہی راہ کھلی ہے۔ کہ وہ قال اللہ اور قال الرسولؐ سے اپنے مشامِ جان کو معطر کرے اور زندگی کا ہر لمحہ کتاب و سنت کی روشنی میں بسر کرے۔ اس کے علاوہ انسانیت کی نجات کی اور کوئی دوسری راہ نہیں۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا نصب العین اور مقصودِ حیات بھی یہی ہے کہ ہم کتاب و سنت کو زندگی کے ہر گوشے میں مشعلِ راہ بنائیں اور چلتے پھرتے "محمدی مسلمان" بنیں۔ لیکن افسوس آج کا مسلمان کتاب و سنت کی سچی تعلیم سے قطعی بے بہرہ ہے۔ عمل تو عمل قرآنِ کریم کے الفاظ سے بھی اس کی شناسائی ختم ہوتی جاتی ہے۔ اور حدیثِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے واقفیت اور علم حدیث تو دور کی بات ہے۔

پہلے لوگ صبح اٹھتے ہی قرآن کریم کی تلاوت اپنے اوپر لازم جانتے تھے۔ کوئی صبح اٹھ کر دو پارے تلاوت کرتا، کوئی تین پارے پڑھنا ضروری خیال کرتا، کوئی اس سے بھی زیادہ پڑھتا اور ایک پارہ تو اکثر لوگ ضرور ہی پڑھا کرتے تھے۔ مگر آج کل تلاوتِ قرآن کریم کا ذوق و شوق ہی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ قرآن کریم کی جگہ صبح ڈان، نوائے وقت، مشرق اور امروز پڑھے جاتے ہیں۔ کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ اللہ کی کتاب کی جگہ اخبارات نے لے لی ہے —— میں اخبارات پڑھنے کا مخالف نہیں ہوں۔ خود بھی میں اکثر اخبارات پڑھتا ہوں لیکن اس بات کا شد و مد سے مخالف ہوں۔ کہ قرآن کو چھوڑ کر اخبارات کا مطالعہ کیا جائے —— اخبارات کا مطالعہ آج کل عوامی ضرورت ہے اور اس سے مفید معلومات اور دنیا کے حالات کا انسان کو پتہ چلتا رہتا ہے۔ مگر اخبارات میں گم ہو کر مطالعۂ قرآن اور فکرِ آخرت سے بے نیاز ہو جانا پرلے درجے کی حماقت اور محرومی ہے۔ ہمیں اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اللہ اللہ کرنے، کتاب و سنّت کی تعلیم حاصل کرنے اور فکرِ آخرت میں صرف کرنا چاہئے اور لہو و لعب اور فضولیات سے قطعی طور پر بچنا چاہئے۔

اب ربیع الاوّل کا مبارک مہینہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مبارک مہینے کی ایک مبارک ترین ساعت میں ظلمت کدۂ دہر کو اپنی نورانی ضیاؤں سے منور فرمایا۔ اور کائنات کو گوہرِ مقصود ہاتھ آگیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل ۶۳ برس تک اس جہانِ تیرہ و تار کو بقعۂ نور بنائے رکھا اور اسی ماہ مقدس میں وہ آفتابِ عالم تاب نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ گویا اس طرح ماہ ربیع الاوّل یہ تعلیم بھی اپنے ساتھ لاتا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی ولادت سے وصال تک اور اس کا ایک ایک لمحہ ناقابلِ فراموش ہے، اس کا تذکار مومن کی زندگی کا حاصل ہے اور مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ایک ایک گھڑی اور ایک ایک لمحے کو نشانِ راہ بنائے۔

محترم حضرات! چشمِ فلک اور کائنات کا ذرّہ ذرّہ گواہ ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے تو شرک و کفر کی گھٹائیں چھٹ گئیں۔ ظاہری ٹھاٹھ باٹھ اور رسم و رواج کے بُت پاش پاش ہو گئے، لہو و لعب اور اسراف و تبذیر کا جنازہ اُٹھ گیا۔ اور انسانوں کے تاریک دلوں میں نورِ ایمان کی قندیلیں جگمگا اٹھیں۔ لیکن اب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ظاہری زیب و زینت اور نمائش و آرائش میں تو مگن ہیں لیکن دلوں کی دنیا بدلنے کی ہمیں کوئی فکر نہیں — حقیقی اسلام سے ہمیں کوئی سروکار نہیں رہا اور اسراف و تبذیر کو ہم عین اسلام سمجھے بیٹھے ہیں۔

آخر یہ جلسے جلوس، جھنڈیاں، چراغاں اور اسی قسم کی دوسری چیزیں کون سے اسلام کی ترجمان ہیں؟ مدینے والے نے تو ہمیں یہ تعلیم ہرگز نہ دی تھی۔ اصحابِ رسولؐ اللہ اور ہمارے اسلافؒ نے بھی یہ طریق کار میلاد النبی کی خوشیاں منانے کا ہرگز ایجاد نہ کیا تھا۔ پھر کس بنیاد پر اسراف و تبذیر کی یہ ساری عمارت اٹھائی جاتی ہے؟ اس کا کوئی جواز ہے شریعتِ محمدیہ میں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر یہ کہنا پڑے گا ؎

ترسم کہ بکعبہ نرسی اے اعرابی!
کیں راہ کہ تو می روی بہ ترکستان است

دراصل مسلمانوں نے یہ غیر اقوام کی بھونڈی نقل شروع کر دی ہے اور جس طرح وہ اپنے تہواروں میں رنگ رلیاں اور اللے تللے کرتے ہیں ہم نے بھی اس تقریب سعید کو لہو و لعب کا اکھاڑہ بنا دیا ہے۔ چھٹے بجانا، مزامیر کا استعمال اور دورانِ جلوس نمازوں کا کوئی لحاظ

(باقی صہ ۱۲ پر)



۲۵ر رجب المرجب ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۸ر اکتوبر ۱۹۶۸ء

اللہ کی راہ میں صاف ستھری اور اعلیٰ چیزیں خرچ کرنا اور عیال اللہ کی خدمت کرنا حقتعالیٰ کے نزدیک بندے کا محبوب ترین عمل ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:-
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْہِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْہِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝ (پ ۳ س البقرہ آیت ۲۶۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی پاک کمائی میں سے ستھری چیزیں خرچ کرو اور اس چیز میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہے اور اس میں سے ردّی چیز کا ارادہ نہ کرو کہ اس کو خرچ کرو حالانکہ تم اسے کبھی نہ لو مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور سمجھ لو کہ بے شک اللہ بے پرواہ تعریف کیا ہوا ہے۔

حاشیہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ یعنی عند اللہ صدقہ کے مقبول ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ مال حلال کمائی کا ہو۔ حرام کا مال اور شبہ کا مال نہ ہو۔ اور اچھی سے اچھی چیز اللہ کی راہ میں دے۔ بری چیز خیرات میں نہ لگائے کہ اگر کوئی ایسی ویسی چیز خیرات میں دے تو جی نہ چاہے لینے کو مگر شرما شرمائی۔ پر خوشی سے ہرگز نہ لے اور جان لو کہ اللہ بے پرواہ ہے، محتاج نہیں اور خوبیوں والا ہے۔ اگر بہتر سے بہتر چیزوں کو شوق اور محبت سے دے تو پسند فرماتا ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ جلشانہٗ کی راہ میں اپنی جائز اور پاک کمائی میں سے اچھی اور اعلیٰ چیزیں دی جائیں۔ یہ نہ ہو کہ بچا کھچا، باسی، بدبودار، خراب اور گلا سڑا مال غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کو دے دیا جائے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر کبھی ایسا ہی گندہ مال تمہیں دیا جائے تو کبھی نہ لو۔ ناک منہ چڑھانے لگو، نفرت کا اظہار کرو، سوائے اس کے کہ کسی خاص وجہ تم خاموش رہو اور چشم پوشی کر جاؤ تو دوسری بات ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے نام پر خراب مال ہرگز نہ دینا چاہیئے۔

پس لازم ہے کہ اچھے سے اچھا مال اور اچھی سے اچھی شے جو سب سے زیادہ محبوب ہو وہ شوق سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو، زیادہ ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ تو ہمارے اس صدقہ و خیرات سے کلّی طور پر بے نیاز ہے۔ اُسے قطعی طور پر ان چیزوں کی ضرورت نہیں بلکہ جتنی خوشی کے ساتھ ہم اس کی راہ میں خرچ کریں اتنا زیادہ وہ اور دے گا۔

بزرگانِ محترم! اسلام نے خیرات کی دو صورتیں اور قسمیں مقرر کی ہیں، زکوٰۃ اور صدقہ — زکوٰۃ فرض اور اس کی ادائیگی اللہ کے حکم کے مطابق لازم اور ضروری ہے اور صدقہ اختیاری ہے جو رقم بیت المال کو مستحقین کو میں تقسیم کرنے کے لئے دی جائے وہ زکوٰۃ ہے اور جو ہر مسلمان کی منشاء و مرضی پر چھوڑ دی جائے وہ صدقہ ہے جو لازمی تو نہیں ہے مگر ہے بڑے ثواب کا کام — صرف عیدالفطر کا صدقہ لازمی ہے۔ جس کی مقدار بہت کم اور برائے نام ہے۔

زکوٰۃ زکوٰۃ کے لغوی معنی پاکیزگی اور نشو و نما ہے اور اصطلاحی معنی جس مال کو جمع ہوئے ایک سال کا عرصہ ہو جائے اس میں سے چالیسواں حصّہ مستحقین زکوٰۃ یعنی غرباء و مساکین کو بلا کسی غرض اور دکھاوے کے محض خوشنودیٔ الٰہی کے لئے دینا زکوٰۃ کہلاتا ہے۔ ساڑھے باون تولے چاندی، ساڑھے باون روپے یا ساڑھے سات تولہ سونا اگر کسی شخص کے پاس ہو اور سال بھر رہے تو اس پر سال گذرنے کے بعد نقد روپیہ کا چالیسواں حصّہ یا چاندی سونے کی قیمت کا چالیسواں حصّہ دینا فرض ہے — اسی طرح اموالِ تجارت یعنی مال کی قیمت گن کر اس کا چالیسواں حصّہ زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

زکوٰۃ و صدقات کا ثواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم مالدار لوگ بڑے خسارے میں ہیں مگر وہ مال والے نہیں جو آگے اور دائیں بائیں خرچ کرتے رہتے ہیں مگر ان کی تعداد بہت کم ہے۔ خیرات کرنا بہت بڑی فائدہ المرامی ہے۔ بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے، عیال اللہ کی خدمت ہے جس سے زیادہ اللہ کے نزدیک کوئی محبوب کام نہیں۔

صدقہ

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا:-

آدمی کے جوڑ جوڑ اور بند بند پر ہر روز صدقہ لازم ہے۔ اور اشخاص میں انصاف کر دینا صدقہ ہے، سواری پر اسباب لدا دینا صدقہ ہے، کسی کو سہارا دے کر سوار کرا دینا، نماز کے لئے قدم اٹھا دینا بھی صدقہ ہے۔ لوگوں کو اچھی بات بتانا بھی صدقہ ہے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو خود لوگوں کے ساتھ برائی ہی نہ کرنا بھی صدقہ ہے۔ غرض صدقہ صدقہ اللہ کی راہ میں اپنی کمائی خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا امور بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق صدقہ ٹھہرے۔—

اللہ تعالےٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ صدقات و خیرات ادا کرنے اور زکوٰۃ کا فریضہ باحسن ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بہترین صدقہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو اسے دے جس کا نفقہ اس پر واجب ہے اگر حصول کی نیت سے گھر والوں کو کچھ دیتا ہے تو صدقہ ہی کا ثواب پاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خدا کی راہ میں کچھ دے، کسی کو غلامی سے آزاد کر دے، قرضہ سے نجات دلائے، مسکین کو دے اور اپنے گھر والوں کو، تو ان سب میں زیادہ ثواب گھر والوں کو دینے کا ہوگا۔

ایک موقعہ پر فرمایا۔ اہل وعیال پر خرچ کرنا، جہاد کے لئے گھوڑے اور اونٹ کی پرورش کرنے پر خرچ کرنا اور اپنے دوستوں پر خرچ کرنا تمام خرچوں سے افضل ہے۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نہایت خوبصورت اور وسیع باغ تھا۔ آیۂ پاک لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون نازل ہونے پر انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کی کہ یہ باغ میری تمام چیزوں سے اعلیٰ اور مجھے سب سے پیارا ہے۔ اس لئے اسے ہی میں نے اللہ کی راہ میں صدقہ کیا۔ آپ جہاں مناسب سمجھیں اسے لگا دیں۔— فرمایا— "سبحان اللہ" یہ باغ تو بہت نفع خیز اور قیمتی ہے۔ میری رائے ہے تم اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔

ایک غلطی کا ازالہ

یہ رجب کا مہینہ جا رہا ہے اور بعض لوگ اسے زکوٰۃ کے مہینے سے موسوم کرتے ہیں اور اس مہینہ میں زکوٰۃ دینا لازم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ زکوٰۃ کے لئے کسی مہینہ کا مقرر کرنا یا کسی دن کا مقرر کرنا تعلیم الاسلام کے خلاف ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ہر عبادت کا وقت مقرر کیا ہے۔ حج کے لئے وقت مقرر کیا ہے، نماز کے اوقات مقرر ہیں، رمضان کے لئے مہینہ مقرر فرمایا ہے لیکن زکوٰۃ کے لئے کوئی دن اور کوئی مہینہ اجتماعی حیثیت سے مقرر نہیں فرمایا— جب کسی کا مال پر سال پورا ہو جائے اُسے اس مال پر زکوٰۃ دینا لازم ہے اور ظاہر ہے ہر شخص کا سال ایک ہی مہینے یا ایک ہی دن پورا ہونا ناممکنات میں سے ہے کسی کا سال کسی مہینے میں پورا ہوگا کسی کا کسی مہینے میں—— غرض کہ زکوٰۃ سارا سال ہی ادا ہوتی رہے گی اور اس میں حکمتِ الٰہی یہ ہے کہ چونکہ غریب کی حاجت کا کوئی وقت مقرر نہیں اس لئے اللہ تعالےٰ نے زکوٰۃ و صدقات کے لئے بھی کوئی وقت مقرر نہیں کیا—— اگر زکوٰۃ کے لئے یا صدقات کے لئے کوئی خاص دن یا کوئی خاص مہینہ مقرر کر دیا جاتا تو عین ممکن تھا کہ جس دن یا جس مہینہ میں امت کو بحیثیت مجموعی زکوٰۃ ادا کرنا ہوتی اس دن یا اس مہینے میں کوئی زکوٰۃ و صدقات لینے والا نہ ہوتا اور اس طرح زکوٰۃ و صدقات کی افادیت ہی ختم ہو کر رہ جاتی۔

چنانچہ حق تعالےٰ سبحانہٗ نے اپنی حکمت بالغہ سے یہی فیصلہ فرمایا کہ زکوٰۃ و صدقات کے لئے کوئی دن یا کوئی وقت یا کوئی مہینہ مقرر نہ کیا جائے تاکہ غرباء و مساکین کو جس وقت یا جس گھڑی کوئی ضرورت یا حاجت پیش آئے اللہ کے نیک بندے ان کی مالی مدد کرنے والے موجود ہوں۔ حتیٰ کہ زکوٰۃ کا پیشگی ادا کرنا بھی جائز قرار دے دیا جب کہ دوسری عبادات کو پیشگی ادا نہیں کیا جا سکتا اور اس کی وجہ محض یہی ہے کہ غرباء و مساکین کو تکلیف نہ ہو۔ اور ان کی اللہ کے حکم کے مطابق حاجت روائی ہوتی رہے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اسلامی احکام کے سمجھنے، ان پر عمل کرنے، اپنی اعلیٰ اور ستھری چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور لذات و نفسانی خواہشات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

درس قرآن پاک

● بزم تبلیغ قرآن ٹیلیگراف کے زیر اہتمام ٹیلیگراف کالونی مکان ۳-۲۷۷ میں بروز اتوار ۲۷ر اکتوبر تین بجے بعد دوپہر قاضی محمد زاہد الحسینی پروفیسر گورنمنٹ کالج کیمبل پور درس قرآن پاک دیں گے (ممبران بزم تبلیغ قرآن مرکزی تارگھر راولپنڈی)

● ۲۴ ڈی گلبرگ ۲ لاہور میں ہر اتوار صبح ½۸ بجے سے ½۹ بجے تک عصری تقاضوں کے مطابق حضرت مولانا حافظ فیوض الرحمٰن صاحب ایم اے درس قرآن وحدیث دیتے ہیں۔
(ایس۔ اے رشید)

دار العلوم عثمانیہ میں ختم بخاری شریف کی تقریب

راولپنڈی کی مشہور دینی درسگاہ دار العلوم حنفیہ عثمانیہ محلہ ورکشاپی میں ۲۷ر اکتوبر بروز اتوار ختم بخاری شریف کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان تقریب منعقد ہوگی جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب اکوڑہ خٹک کے علاوہ دیگر مشاہیر علماء حضرات شریک ہوں گے نیز دار العلوم کے سالانہ امتحانات بھی ۲۳ ۲۴ر اکتوبر کو ہوں گے۔ (قاری محمد شریف قصوری)

مدرسہ عربیہ تعلیم الدین بھیرہ میں

نیا داخلہ دس شوال سے شروع ہوگا۔ انشاء اللہ! حفظ و ناظرہ کے علاوہ درس نظامی پڑھنے والے طلبہ اپنے اسباق سے بھی اطلاع دے دیں اور جوابی خط سے اطلاع منگوالیں۔ (عبد الرشید ناظم مدرسہ عربیہ تعلیم الدین بھیرہ سرگودھا)

عجائباتِ شبِ معراج

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہٗ، کراچی ——— مرسلہ: عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

واقعہ پنجم جب آپؐ منزلِ مقصود کو روانہ ہوئے تو آپ کا گذر ایک ایسی زمین پر ہوا جس میں کھجور کے درخت کثرت سے تھے جبرئیلؑ نے آپؐ سے کہا کہ اتر کر یہاں نفل نماز پڑھیئے۔ آپؐ نے نماز پڑھی۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ آپؐ نے مدینہ میں نماز پڑھی۔ پھر ایک سفید زمین پر آپ کا گذر ہوا۔ جبرئیل نے کہا۔ اتر کر نماز پڑھیئے آپؐ نے نماز پڑھی۔ جبرئیل نے کہا۔ آپ نے مدین میں نماز پڑھی۔ پھر بیت اللحم پر گذر ہوا۔ وہاں بھی نماز پڑھوائی اور کہا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسٰیؑ پیدا ہوئے تھے اور ایک روایت میں بجائے مدین کے طورِ سینا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے موسٰیؑ سے کلام فرمایا تھا۔ (نسائی)

واقعہ ششم اس میں عجائب واقعاتِ برزخ ملاحظہ فرمائیے۔

اور وہ یہ ہے کہ آپؐ کا گذر ایک بڑھیا پر ہوا جو سرِراہ کھڑی تھی۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آگے چلیئے۔ آپؐ چلتے رہے۔ ایک بوڑھا راستہ سے ہٹا ہوا ملا کہ آپؐ کو بلاتا ہے کہ اے محمدؐ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ادھر آیئے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ آگے چلیے۔ آپؐ آگے چلتے رہے۔ اور آپ کا ایک جماعت پر گذر ہوا کہ انہوں نے آپؐ کو بایں الفاظ سلام کیا۔ السلام علیک یا اوّل، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشر، جبرئیلؑ نے کہا کہ وہ بڑھیا جو آپؐ نے دیکھی وہ دنیا تھی سو دنیا کی اتنی عمر رہ گئی ہے جیسی بڑھیا کی عمر رہ جاتی ہے اور جس نے آپ کو پکارا تھا وہ ابلیس تھا اور اگر آپ ابلیس کے اور دنیا کے پکارنے کا جواب دے دیتے تو آپؐ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی اور جنہوں نے آپؐ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور عیسٰی علیہ السلام تھے۔ (رواہ البیہقی فی الدلائل)

طبرانی اور بزاز کی حدیث میں بروایت ابوہریرہؓ یہ ہے کہ آپؐ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جو ایک ہی دن میں بیج بھی بوتے ہیں اور کاٹ بھی لیتے ہیں اور جب کاٹتے ہیں پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کاٹنے سے پہلے تھا۔ آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں کہ ان کی نیکی سات سو درجہ تک بڑھتی ہے اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ اور وہ رزق دینے والا ہے۔

پھر ایک قوم پر گذر ہوا جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں اور جب وہ کچلے جاتے ہیں تو پھر پہلی حالت پر ہو جاتے ہیں اور اس کا سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا۔ آپؐ نے پوچھا اے جبرئیلؑ! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے سرگردانی کرتے ہیں۔

پھر ایک قوم پر گذر ہوا کہ ان کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مویشیوں کی طرح چر رہے تھے۔ زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

پھر آپؐ کا گذر ایک قوم پر ہوا جس کے سامنے ایک ہنڈیا میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے، وہ لوگ اس سڑے ہوئے اور کچے گوشت کو کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ آپؐ کی امت میں سے وہ مرد ہیں جن کے پاس حلال طیبہ بیوی ہو اور پھر وہ حرام عورت کے پاس آئے اور شب باش ہو، یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔

پھر ایک شخص پر گذر ہوا جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہے اور وہ اس کو اٹھا نہیں سکتا اور وہ اس میں اور لا لا کر رکھتا ہے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ آپؐ کی امت میں ایسا شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق و امانتیں ہیں جن کے ادا کرنے پر وہ قادر نہیں اور وہ اور زیادہ لدتا چلا جاتا ہے۔

پھر آپ کا ایسی قوم پر گذر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں اور جب وہ کٹ جاتے ہیں تو پھر پہلی حالت پر ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا۔ کہ یہ گمراہی میں ڈالنے والے واعظ ہیں۔

پھر آپؐ کا گذر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا اس میں سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے پھر وہ بیل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے لیکن نہیں جا سکتا ہے

آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ اس شخص کا حال ہے جو ایک بڑی بات منہ سے نکالے پھر نادم ہو، مگر اس کو واپس کرنے پر قادر نہیں ہے۔

پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور وہاں پاکیزہ، خنک ہوا اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سنی آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ جنت کی آواز ہے کہتی ہے کہ اے رب! جو مجھ سے وعدہ کیا ہے مجھ کو دیجئے۔ کیونکہ میرے بالا خانے اور استبرق و

حریر، سندس و عبقری، موتی مونگے، چاندی و سونا، گلاس اور طشتریاں اور دستے والے کوزے، شہد اور پانی، دودھ و شراب بہت کثرت کو پہنچ گئے، تو اب میرے وعدے کی چیز یعنی سُکان جنت مجھ کو دے دیجئے کہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ ہر مسلم اور مسلمہ، مومن اور مومنہ اور جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائے، اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور میرے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہراتے اور جو مجھ سے ڈرے گا میں اس کو جزا دوں گا اور جو مجھ پر توکل کرے گا میں اس کو کافی ہوں گا۔ میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ بے شک مومنوں کو فلاح حاصل ہوئی اور اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے بابرکت ہے، جنت نے کہا کہ میں راضی ہو گئی۔

پھر ایک وادی پر گزر ہوا اور ایک وحشت ناک آواز سنی بدبو محسوس ہوئی۔ آپؐ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے جواب دیا کہ یہ جہنم کی آواز ہے۔ کہ اے رب! جو مجھ سے وعدہ کیا ہے (دوزخیوں سے بھرنے کا) مجھ کو عطا فرما۔ کیونکہ میری زنجیریں، طوق اور شعلے، گرم پانی اور پیپ اور عذاب بہت کثرت کو پہنچ گئے ہیں۔ اور میری گہرائی بہت دراز، گرمی بہت تیز ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مشرک و مشرکہ، کافر و کافرہ اور متکبر معاند جو یوم حساب پر یقین نہیں رکھتا۔ دوزخ نے کہا کہ میں راضی ہو گئی۔

ابو سعیدؓ کی روایت میں بیہقی سے سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ مجھ کو داہنی طرف سے ایک پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجئے میں آپ سے کچھ دریافت کرتا ہوں۔ میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ پھر ایک اور نے مجھ کو بائیں طرف سے اسی طرح پکارا۔ میں نے اس کا بھی جواب نہیں دیا۔

اور اس میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت پر نظر پڑی جو اپنے ہاتھوں کو کھولے ہوئے ہے اور اس پر ہر قسم کی آرائش ہے جو خدا تعالیٰ نے بنائی ہے اس نے بھی کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) میری طرف نظر کیجئے میں آپ سے کچھ دریافت کروں گی۔ میں نے اس کی طرف کچھ توجہ نہیں کی۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ جبرئیلؑ نے آپ سے کہا۔ کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا۔ اگر اس کا جواب دیتے۔ تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی نصرانی ہو جاتی۔ اور وہ عورت دنیا تھی یعنی اس کے پکارنے پر جواب دینے کا یہ اثر ہوتا کہ آپؐ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔ جیسا کہ اوپر آچکا ہے اور ظاہراً یہ واقعات آسمانوں کی طرف چڑھنے سے پہلے دیکھے گئے اور بعض واقعات میں بعد عروج دیکھنے کی تصریح ہے۔ چنانچہ اسی اسی حدیث بالا میں ہے کہ آپ آسمان دنیا پر تشریف لے گئے اور وہاں آدمؑ کو دیکھا اور وہاں بہت سے خوان رکھے دیکھے۔ کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہوا ہے مگر اس پر کوئی شخص نہیں اور دوسرے خوانوں پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور اس پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑتے ہیں اور حرام کو کھاتے ہیں۔ اور اسی میں یہ بھی ہے کہ آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ کوٹھڑیوں جیسے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی اٹھتا ہے تو فوراً گر پڑتا ہے جبرئیل نے آپؐ سے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔

اور آپؐ کا گزر ایسی قوم پر ہوا کہ ان کے لب اونٹ کے سے ہیں وہ چنگاریاں نگلتے ہیں اور وہ ان کے نچلے حصہ سے نکل رہی ہیں۔ جبرئیلؑ نے آپ سے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے۔

اور آپ کا گزر ایسی عورتوں پر ہوا کہ پستانوں سے بندھی ہوئی لٹک رہی تھیں اور وہ زنا کرنے والیاں تھیں۔

اور آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جا رہا تھا اور انہی کو کھلایا جاتا تھا۔ اور وہ لوگ چغلخور اور عیب چین تھے۔

بعض مکشوفات کی نسبت تصریح نہیں کہ قبل عروج مشاہدہ فرمایا یا بعد عروج۔ جیسے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ کو معراج کرائی گئی تو بعض انبیاء پر آپؐ کا گزر ہوا۔ جن کے ساتھ بڑا مجمع تھا اور بعض ایسوں پر گزر ہوا جن کے ساتھ چھوٹا مجمع تھا اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ کا گزر ایک بہت بڑے مجمع پر ہوا۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون صاحب ہیں۔ کہا گیا کہ موسیٰؑ اور ان کی قوم ہیں لیکن اپنا سر اوپر اٹھائیے اور دیکھئے۔ سو دیکھتا کیا ہوں کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہے کہ سب آفاق کو گھیر رکھا ہے اور کہا گیا کہ یہ آپؐ کی امت ہے اور ان کے علاوہ آپؐ کی امت میں سے ستر ہزار اور ہیں جو جنت میں بے حساب داخل ہوں گے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو داغ نہیں لگاتے اور جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ (کذا رواہ الترمذی)

واقعۂ ہفتم جب آپؐ بیت المقدس پہنچے۔ حضرت انسؓ سے مسلم کی روایت ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء علیہم السلام اپنی سواری کے جانوروں کو باندھتے تھے۔ اور بزاز نے بریدہؓ سے روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ نے پتھر میں جو بیت المقدس میں ہے انگلی سے سوراخ کر کے اس سے براق باندھ دیا تھا۔

واقعۂ ہشتم تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ بیت المقدس پہنچے اور اس مقام پر پہنچے جس کا نام باب محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے

تو براق کو باندھ کر دونو صاحب فنار مسجد میں پہنچے تو جبرئیلؑ نے آپؐ سے کہا کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپؐ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ آپ کو حور و عین دکھلا دے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! جبرئیلؑ نے کہا کہ ان عورتوں کے پاس جائیے اور ان کو سلام کیجئے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا کہ تم کس کے لئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم نیک ہیں حسین ہیں اور ایسے مردوں کی بیویاں ہیں جو صاف ہیں، پاک ہیں اور میلے نہ ہوں گے اور ہمیشہ رہیں گے۔ کبھی نہ مریں گے۔ سو وہاں سے ہٹ کر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بہت سے آدمی جمع ہو گئے۔ پھر ایک مؤذن نے اذان کہی اور تکبیر کہی گئی۔ ہم سب صف باندھ کر منتظر کھڑے تھے کہ کوئی امام بنے، سو میرا ہاتھ جبرئیلؑ نے پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا۔ میں نے سب کو نماز پڑھائی جب میں فارغ ہوا جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا کہ آپؐ کو خبر ہے؟ کن لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ جتنے نبی مبعوث ہوئے سب نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔

بیہقی نے ابوسعیدؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ میں اور جبرئیل بیت المقدس کی مسجد میں داخل ہوئے اور دونوں نے دو دو رکعت نماز پڑھی اور ابن مسعودؓ کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ میں مسجد میں گیا اور انبیاء علیہم السلام کو میں نے پہچانا۔ کوئی صاحب کھڑے ہیں کوئی رکوع میں ہیں کوئی سجدہ میں پھر ایک اذان کہنے والے نے اذان کہی اور ہم صفیں درست کرکے اس انتظار میں کھڑے ہو گئے کہ کون امامت کرتے ہیں۔ سو جبرئیلؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور میں نے سب کو نماز پڑھائی اور ابن مسعودؓ سے مسلم نے روایت کیا ہے۔

کہ نماز کا وقت آگیا اور میں ان کا امام بنا اور ابن عباسؓ سے روایت یہ ہے کہ جب آپ مسجد اقصےٰ میں پہنچے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو تمام انبیاء آپؐ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ اور بیہقی میں ابوسعیدؓ سے اس طرح روایت ہے۔ اور آپؐ نے داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی یعنی اس جماعت کے آپؐ امام ہوئے۔ جب نماز پوری ہو گئی تو ملائکہ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ تمہارے ہمراہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ ملائکہ نے کہا کہ کیا ان کے پاس پیام الٰہی (نبوت کے لئے یا آسمانوں پر بلانے کے لئے بھیجا گیا) جبرئیلؑ نے کہا ہاں، فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان پر تحیت نازل فرمائے کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں یعنی ہمارے بھائی اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں پھر ارواح انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور ان سب نے اپنے رب کی ثناء کی۔ سو ابراہیمؑ نے اس طرح تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ کو خلیل بنایا اور مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا۔ اور مجھ کو مقتداء صاحبِ قنوت بنایا کہ میرا اقتداء کیا جاتا ہے اور مجھ کو آتشِ نمرودی سے نجات دی اور اس کو میرے حق میں ٹھنڈا اور سلامتی کا ذریعہ بنا دیا۔

پھر موسیٰؑ نے رب کی ثناء کرکے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ سے کلام خاص فرمایا اور مجھ کو برگزیدہ کیا اور مجھ پر توراۃ نازل فرمائی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی۔ اور میری امت کو ایسی قوم بنایا کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے موافق عدل کرتے ہیں۔

پھر حضرت داؤدؑ نے اپنے رب کی ثناء کرکے یہ تقریر کی کہ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھ کو زبور کا علم دیا اور میرے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور پرندوں کو بھی تسبیح کے لئے مسخر فرمایا اور مجھ کو حکمت اور عمدہ آواز عنایت فرمائی۔

پھر حضرت سلیمانؑ نے اپنے رب کی ثناء کے بعد یہ تقریر کی کہ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے سب خوبیاں ثابت ہیں۔ جس نے میرے لئے ہوا کو مسخر کیا۔ اور شیاطین کو بھی مسخر فرمایا کہ جو چیزیں چاہتا تھا وہ بناتے تھے جیسے عالیشان عمارات اور مجسم تصاویر (جو اس وقت درست تھیں) اور مجھ کو پرندوں کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل سے مجھ کو ہر قسم کی چیز دی اور میرے لئے شیاطین، انسان، جن اور پرندوں کے لشکروں کو مسخر کیا اور مجھ کو ایسی سلطنت بخشی کہ میرے بعد کسی کے لئے شایاں نہ ہوگی اور میرے لئے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی۔ جس کے متعلق مجھ سے کوئی حساب ہی نہ ہوگا۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی ثناء کر کے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو اپنا کلمہ بنایا اور مجھ کو مشابہ آدمؑ کے بنایا کہ ان کو مٹی سے بنا کر کہہ دیا کہ تو ذی روح ہو جا، اور وہ ذی روح ہو گیا اور مجھ کو لکھنا اور حکمت، توراۃ و انجیل کا علم دیا اور مجھ کو ایسا بنایا کہ میں مٹی سے پرندہ کی شکل کا قالب بنا کر اس میں پھونک مار دیتا تھا تو خدا تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور مجھ کو ایسا بنایا کہ میں بحکم خدا مادر زاد اندھے اور جذامی کو اچھا کر دیتا تھا اور مردوں کو زندہ کر دیتا تھا اور مجھ کو پاک کیا مجھ کو اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی۔ سو ہم پر شیطان کا قابو نہیں چلتا۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے رب

باقی صفحہ ۱۴ پر

تاریخ کے دریچے سے

نورالدین زنگیؒ

آباد شاہ پوری

فروری ۱۱۱۸ء کی ایک ناقابلِ فراموش رات تھی، گہرے بادلوں کی تاریکی سے فضا مہیب اور پر اسرار ہو گئی تھی، تند و تیز ہوا نے شورِ محشر برپا کر رکھا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے قیامت آنے والی ہے۔ صبح صادق کے قریب طوفان تھم گیا بادل چھٹنے لگے، ہوا رُک گئی اور آہستہ آہستہ گمبھیر سناٹا طاری ہو گیا۔ دُور مشرقی افق پر سفید روشن دھاری نمودار ہوئی اور موصل کی فضا اذان کی صداؤں سے گونج اٹھی ٹھیک اس وقت موصل کے ایک فوجی سردار عماد الدین کے گھر سے ایک نوزائیدہ بچے کے رونے کی باریک سی آواز بلند ہوئی۔ یہ فرخ فال بچہ نورالدین محمود تھا۔ جس کی برقِ تیغ نے صلیبیوں کی قوت توڑنے اور اسلام اور مسلمانوں پر مسلط، سیاہ رات کا جگر چیر کر صبح روشن کی نوید لانے میں اہم اور ناقابلِ فراموش کردار ادا کیا۔

تاریخی پس منظر یہ سیاہ رات اس طوفان کا نتیجہ تھی جو ۲۱ برس پہلے یورپ سے اٹھا تھا۔ مسیحی یورپ کے سینے میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بغض و کینہ، نفرت و انتقام کی آگ صدیوں سے بھڑک رہی تھی۔ اسلام کے ساتھ مسیحیت کا تصادم چھٹی صدی عیسوی میں شروع ہوا اور اسے اسلام کے مقابلے میں ہر محاذ پر پسپا ہونا پڑا۔ اس کے مقاماتِ مقدسہ، ولادت گاہِ مسیح اور پوری مشرقی سلطنت پر مسلمان قابض ہو گئے۔ اس صورتِ حالات پر مسیحی یورپ پیچ و تاب کھاتا، مگر مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی اور ابھرتی ہوئی قوت کے آگے بے بس تھا۔ تاہم وہ موقع کا منتظر تھا۔

اور سلجوقیوں کے زوال کے بعد یہ موقع اسے مل گیا۔

ملک شاہ سلجوقی فرمانرواؤں میں آخری زبردست حکمران تھا۔ اس کے عہد میں سلجوقی سلطنت علمی و تہذیبی اور سیاسی قوت کے اعتبار سے کامل عروج پر تھی لیکن اس کی آنکھیں بند ہوتے ہی یہ عظیم الشان سلطنت پارہ پارہ ہو گئی۔ ملک شاہ کے جانشین برادر کشی پر آمادہ، ایک دوسرے سے بر سرِ پیکار تھے۔ جاہ طلب شاہی امراء ٹوٹتے ہوئے تاجِ شاہی کے ٹکڑوں پر قبضہ کرنے کے لئے دست بگریباں تھے۔ ہر شہر کے گورنر اور ہر قلعے کے حاکم نے اپنی خودمختاری کا پرچم لہرا دیا تھا۔ خود سر ترک سپاہی چاروں طرف لوٹ مار کرتے پھر رہے تھے۔ عرب سرداروں نے شمالی شام اور عراق میں اپنی آزاد ریاستیں قائم کر لی تھیں۔ عربوں، ترکوں اور کُردوں کے درمیان نسلی فسادات اور لڑائیاں اس ابتری میں اور اضافہ کر رہی تھیں۔ ہر طرف افراتفری، بے چینی، بے یقینی، تذبذب، انتشار اور اضطراب کا عالم تھا۔ مصر کی فاطمی خلافت نے سلجوقیوں کی خانہ جنگی اور ملکی انتشار سے فائدہ اٹھا کر بیت المقدس اور فلسطین کے بعض اہم شہروں اور قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن وہ خود داخلی انتشار اور امراء کی چپقلش اور ریشہ دوانیوں سے دوچار تھی۔ اس نے اپنے فلسطینی مقبوضات کو صلیبی حملہ آوروں سے بچانے میں اِکا دُکا بکھرے ہوئے سلجوقی امراء سے بھی زیادہ کم حوصلگی اور کمزوری کا ثبوت دیا۔ اس پر مستزاد باطنیوں کی سرگرمیاں تھیں، جن کے افکار و نظریات نے مسلمان معاشرے کو منتشر کر دیا تھا۔ اور جن کے خنجر سے مسلمانوں کا کوئی دینی اور سیاسی رہنما محفوظ نہ تھا۔

مسیحی یورپ کے لئے آتشِ انتقام بجھانے اور چھنے ہوئے ملک اور مقاماتِ مقدسہ واپس لینے کا یہ موزوں ترین وقت تھا کیونکہ لین پول کے بقول:-

"ایک قرن پہلے سلجوقی حکومت ناقابلِ تسخیر تھی اور ایک قرن بعد زنگی خاندان اتنا مضبوط و مستحکم اور طاقتور ہو چکا تھا کہ وہ یورپ کے کسی بھی حملے کو پسپا کر کے صلیبی طالع آزماؤں کو سمندر میں دھکیل سکتا تھا۔"

ملک شاہ ۱۰۹۲ء میں فوت ہوا چار سال بعد صلیبی طوفان مشرق کی جانب سے اٹھنا شروع ہوا۔ مئی ۱۰۹۷ء کے آخر میں صلیبی افواج باسفورس عبور کر رہی تھیں۔ وہ سلجوقی سلطان قلیج ارسلان کی سلطنت کو روندتی، راستے کی ہر شے تباہ و برباد کرتی، مفتوحہ شہر اور قصبے جلاتی اور ان کے باشندوں کو موت کے گھاٹ اتارتی ہوئی جون ۱۰۹۹ء کے اوائل میں بیت المقدس کے سامنے پہنچیں۔ تقریباً ایک مہینے کی مزاحمت کے بعد ۱۵ر جولائی ۱۰۹۹ء کو بیت المقدس کے فاطمی گورنر نے ہتھیار ڈال دئیے۔ صلیبی فتح کے نشے میں بدمست شہر میں داخل ہوئے۔ پھر جس طرح بے پناہ قتلِ عام ہوا اور مسلمانوں پر مظالم ڈھائے گئے مسیحی مؤرخ میشو کے بیان کے مطابق ان کے تصور سے ٹیٹس کی روح بھی شرما گئی۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کا مقالہ نگار صلیبیوں کی درندگی کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتا ہے:-

"قتل و خونریزی خوفناک پیمانے پر کی گئی۔ گلی کوچوں میں مقتولین کا خون بہہ رہا تھا، گھوڑوں پر صلیبی گزرتے تو خون کے چھینٹے اڑنے لگتے۔"

ملز لکھتا ہے:-

"فیصلہ کیا گیا کہ مسلمانوں پر قطعاً رحم نہ کیا جائے۔ چنانچہ انہیں شاہراہوں پر جمع کر کے بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیا گیا۔ شیر خوار بچوں، ان کی ماؤں، لڑکوں اور لڑکیوں کسی کو نہ چھوڑا گیا۔ یروشلم کے علاوہ مضافات میں بھی

انسانی لاشوں کے انبار لگ گئے تھے"۔

گاڈ فری کو یروشلم کا بادشاہ بنایا گیا۔ اب صلیبیوں نے شام اور فلسطین کے مختلف علاقوں میں بتدریج بڑھنا شروع کیا۔ ۱۱۰۱ء میں انہوں نے ارسوف اور قیسریہ فتح کئے ۱۱۰۴ء میں عکّہ پر، ۱۱۰۹ میں طرابلس پر، ۱۱۱۰ء میں صیدا پر اور ۱۱۲۴ء میں صور پر قبضہ کیا۔ یہ سارا علاقہ چار مختلف ریاستوں میں منقسم تھا۔ جنوب میں یروشلم کی سلطنت تھی اور شمالی شام میں اڈیسہ، طرابلس اور انطاکیہ کی ریاستیں تھیں۔ گاڈ فری کے مرنے پر ۱۱۰۰ء میں بالڈون اول تخت نشین ہوا۔ ۱۱۳۱ء میں جب وہ مرا تو یروشلم کی لاطینی سلطنت کی سرحدیں شمال میں بیروت سے لے کر جنوب میں العریش اور ایلہ تک پھیل چکی تھیں اور شمال کی تینوں ریاستوں نے اس کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کر لیا تھا اس دوران میں صلیبیوں نے اپنے مقبوضہ علاقوں میں بہت سے نئے شہر اور مضبوط اور مستحکم قلعے تعمیر کر لئے تھے۔

مسلمان اب بھی منتشر، پراگندہ اور ایک دوسرے سے دست بگریباں تھے۔ شام چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم تھا۔ اور فاطمی خلافت نظریاتی طور پر اپنے آپ کو شامی مسلمانوں کی قسمت سے بے تعلق سمجھتی تھی۔ یروشلم کی صلیبی سلطنت اس کے حدود پر مسلسل حملے کر رہی تھی۔ اس نے بحر احمر تک اپنی سرحدیں بڑھا لی تھیں۔ ۱۱۱۸ء میں صلیبی افواج فرما تک پہنچ گئی تھیں۔ لیکن فاطمی خلفاء اور ان کے وزیروں کو جیسے ان سے کوئی سروکار نہ تھا البتہ شامی ریاستیں شدید مزاحمت کر رہی تھیں مگر ان کی سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ نہ تو ان میں اتفاق تھا اور نہ کوئی ایسا مردِ کار۔ جو انہیں ایک مرکز پر جمع کرکے ان کی رہنمائی کر سکے۔ اس لئے وہ فرنگیوں کی پیش رفت کی مؤثر روک تھام سے قاصر تھیں، موصل کے اتابک مودود میں قیادت کی صلاحیت بھی تھی اور فرنگیوں سے جہاد کے نشے سے سرشار بھی تھا۔ مگر شامی امراء موصل اور بغداد کی رہنمائی ناپسند کرتے تھے۔ مودود نے ۱۱۱۰ء سے ۱۱۱۴ء تک چار سال میں اڈیسہ پر بار بار حملے کئے۔ ۱۱۱۳ء میں اس نے بالڈون دوم کو طبریہ کے مقام پر زبردست شکست دی۔ اور عکّہ اور یروشلم کے مضافات تک دندناتا چلا گیا۔ مگر چونکہ اسے شامی امراء کا مخلصانہ تعاون حاصل نہ تھا وہ فرنگیوں کے ساتھ ساز باز کرکے اکثر اس کے مقابلے میں آ جاتے تھے اس لئے اس کی جد و جہد زیادہ مفید نتائج پیدا نہ کر سکی۔ ۱۱۱۳ء میں باطنیوں کے خنجر نے مسلمانوں کا یہ رشتۂ امید بھی کاٹ ڈالا۔ اس دور کی سب سے بڑی بد قسمتی یہ ہے کہ مسلمانوں میں جب بھی کوئی مردِ کار اُبھرا، باطنیوں نے اسے موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کی۔ عالم اسلام کے منتخب روزگار علماء و صلحاء اور امراء و سلاطین ان کے خوں آشام خنجروں کا شکار ہوئے۔ اس صورتِ حال نے فرنگیوں کو جری اور دلیر کر دیا تھا۔ بارھویں صدی کے ربعِ اوّل میں شام اور فلسطین کی جو حالت تھی اس کا نقشہ ابن اثیر نے اس طرح کھینچا ہے:۔

"فرنگی آئے دن چھاپے مارتے رہتے، انہوں نے ہر طرف خونریزی اور تباہی مچا رکھی تھی۔ دیارِ بکر میں عمید تک کا علاقہ ان کی ترک تازیوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ حرّان اور رقّہ بھی ان کی زد میں تھے۔ دمشق کو جانے والے ایک صحرائی راستے کے سوا سب راستے کٹ چکے تھے صلیبی ڈرا دھمکا کر رنگوں سے روپیہ وصول کرتے تھے۔ دمشق سے حلب تک ان کے گماشتوں کی سرگرمیاں جاری تھیں"۔

لین پول اس کا سبب یوں بیان کرتا ہے:۔

"مسلمانوں کی یہ حالت صرف اس لئے تھی کہ وہ افتراق کا شکار تھے۔ انہیں ایک مرکز پر جمع کرکے صلیبیوں کے مقابلے میں کھڑا کرنے والا کوئی رہنما نہ تھا ورنہ جہاں تک ان کی صلاحیتوں کا تعلق تھا وہ پیدائشی اور فطرتاً تربیت یافتہ سپاہی تھے۔ بالخصوص ترک مسلمان سلجوقیوں کے فوجی نظام نے ایک جنگجو قوم تیار کر دی تھی۔ یہ لوگ نو مسلم تھے اور ان کے دلوں میں نو مسلموں کا ضرب المثل جوش و جذبہ موجزن تھا۔ اتحاد و اتفاق اور ایک راہنما انہیں اپنے دین پر مر مٹنے والی زبردست قوت میں تبدیل کر سکتا تھا۔

زنگی خاندان منظرِ تاریخ پر

ایسے عالم میں زنگی خاندان منظر پر آتا ہے۔ سلجوق سرداروں میں آق سنقر بڑا بلند پایہ سردار تھا مگر اپنی اعلیٰ صلاحیتوں اور شاندار خدمات کی بدولت بلند مناصب پر پہنچ گیا۔ پہلے قصرِ شاہی کا حاجب بنا پھر حلب کا گورنر مقرر ہوا۔ ملک شاہ کی وفات کے بعد پُر آشوب دور میں اس نے عظیم الشان کارنامے انجام دئے۔ جب وہ فوت ہوا تو اس کا بیٹا عماد الدین زنگی چودہ سال کا تھا۔ اس نے باپ کی جاگیر سنبھالی —— عماد الدین نہایت بہادر اور جنگجو تھا۔ پندرہ برس کی عمر میں اس نے پہلی مرتبہ جنگ میں حصّہ لیا۔ اور دشمن پر پے در پے حملے کر کے ہاری ہوئی جنگ جیت لی۔ ۱۱۲۲ء میں اسے واسطہ اور بصرے کی جاگیر ملی۔ چار سال بعد بالائی عراق کا بندوبست اس کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ اگلے سال ۱۱۲۷ء میں اسے موصل کا گورنر اور سلطان کے دو بیٹوں کا اتابک مقرر کر دیا گیا۔ اتابک سلجوقی نظامِ حکومت میں ایک اہم منصب دار ہوتا۔ نوجوان شہزادوں کی فوجی تربیت اور اپنے شاگرد کے صوبے کا نظم و نسق اس کے ذمّے تھا، اثر و رسوخ اور سیاسی اعتبار سے یہ اس عہد کا سب سے اونچا مرتبہ تھا۔

فرنگیوں سے دو دو ہاتھ کرنے سے پہلے اس نے اپنی پوزیشن مضبوط کی، نظم و نسق درست کیا، حرّان نصیبین، موصل کے مضافات اور حلب کو اپنی ریاست میں شامل کیا۔ اب عماد الدین زنگی اتنا طاقتور بن چکا تھا کہ فرنگی سردار بھی اپنے داخلی تنازعات کے سلسلے میں مدد کے لئے اس کی طرف رجوع کرنے لگے۔

۱۱۳۰ء میں بوہیمان دوم کی بیوہ ایلیس نے انطاکیہ میں برسرِ اقتدار رہنے کے لئے زنگی سے مدد چاہی حلب کی فتح (۱۱۲۸ء) کے فوراً بعد زنگی نے فرنگی مقبوضات پر تاخت شروع کر دی تھی۔ ۱۱۳۷ء تک اس نے فرنگیوں کو کئی بار شکست فاش دی۔ اور بہت سے شہر اور قبیلے چھین لئے لیکن اس کا سب سے بڑا کارنامہ اڈیسا (الرہا) کی فتح ہے۔ اڈیسا، دریائے فرات کے مشرق میں فرنگیوں کا سب سے زیادہ مضبوط و مستحکم قلعہ اور جنگی نقطۂ نظر سے نہایت اہم مقام تھا۔ موصل سے حلب جانے والے راستے اس کی زد میں تھے۔ اسلامی شام اور عراق کی مسلمان ریاستوں کے درمیان پیچڑ کی طرح گھسا ہوا تھا۔ وہ موصل کے بالمقابل اور بغداد کے بالکل قریب ایک دمدمے کی طرح کھڑا تھا۔ اڈیسا دیارِ بکر اور شام کے لئے سخت دردِ سر بنا ہوا تھا۔ اس کو فتح کئے بغیر جنوب میں یروشلم کی لاطینی ریاست پر یلغار خطرے سے خالی نہ تھی۔ اس لئے پہلے اس پر قبضہ نہایت ضروری تھا۔ مسلمانوں نے ۱۱۱۰ء سے ۱۱۱۵ء تک اس شہر پر مسلسل حملے کئے مگر ناکام رہے۔ آخر ۱۱۴۴ء میں عماد الدین زنگی "اڈیسا" کی طرف بڑھا اور چار ہفتے کے سخت محاصرے کے بعد سرنگیں بچھا کر فصیل اڑا دی۔

یہ واقعہ ۲۳ دسمبر ۱۱۴۴ء کا ہے فرنگی حکمرانوں، جوسلین اول اور بالڈون کے ہاتھوں دیارِ بکر اور شام کے مسلمان سخت مظالم اور رسوائیوں کا شکار ہوتے رہے تھے۔ اسلامی لشکر جوشِ انتقام سے بھرا شہر میں داخل ہوا۔ جو بھی اس کے سامنے آیا بلاامتیاز مارا گیا۔ صلیبیں توڑ دی گئیں۔ جو چیز بھی ہاتھ لگی پامال کر دی گئی، زنگی خود شہر میں داخل ہوا تو اس نے قتل عام اور لوٹ مار کو روکا، قیدی رہا کر دیئے، لوٹا ہوا مال واپس کر دیا اور لوگوں کو ان کے گھر بھیج دیا۔ ابن اثیر کے الفاظ میں "اڈیسا (الرہا) کی فتح "فتح الفتوح" تھی۔ فرنگی سلطنت کا مضبوط ترین ستون گر گیا تھا۔ فوراً بعد سروج اور اڈیسا کے دوسرے ماتحت شہروں نے اطاعت قبول کر لی۔ آخرکار وادیٔ فرات کو کافروں کے ظلم و تعدی سے نجات مل گئی "جاء الحق و زھق الباطل" کا آوازہ ملک کے طول و عرض میں پکار دیا گیا۔"

فلپ حتی لکھتا ہے :۔

"یہاں سب سے پہلے فرنگی ریاست قائم ہوئی تھی اور اسی کو سب سے پہلے سقوط کی منزل پیش آئی۔ الرہا کا سقوط لاطینیوں کے انجام کا آغاز تھا۔ مگر انجام ابھی خاصا دور تھا۔"

لیکن اس شاندار فتح کے بعد عظیم اتابک زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا ۱۱۴۶ء میں وہ جابر کے قلعے کا محاصرہ کئے پڑا تھا کہ رات کے وقت اس کے چند ملازموں نے اسے قتل کر دیا۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ قتل جابر کے حاکم کے ایماء پر ہوا اور اس کے پیچھے باطنیوں کا ہاتھ کارفرما تھا۔

عماد الدین زنگی کا شمار اسلامی تاریخ کی اہم شخصیتوں میں ہوتا ہے۔ وہ اپنی جد و جہد اور ذاتی صلاحیتوں سے مقامِ بلند پر پہنچا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے فرنگی سلطنت کے مضبوط و مستحکم قلعے میں شگاف ڈالا، ایسا شگاف جسے وہ بھر نہ سکے اور جو وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ بڑا ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ یہ قلعہ زمین بوس ہو کر رہ گیا۔ عماد الدین بڑی خوبیوں کا مالک تھا۔ مردم شناسی میں ید طولیٰ رکھتا تھا۔ وہ خود تو نہایت سخت گیر تھا مگر کیا مجال کہ کوئی اور رعایا پر ظلم کر جائے۔ اس کی ایک قہر آلود نگاہ مجرموں کے لئے کافی ہوتی تھی خواتین کی عصمت پر حملے کی سزا نہایت سخت تھی۔ حکام اور فوجی سرداروں کو جائدادیں بنانے کی اجازت نہ تھی۔ فوجوں کو ہدایت تھی کہ وہ رعایا کی فصلوں کو قطعاً کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔ کوئی سپاہی معاوضہ دیئے بغیر کسی کسان سے بھوسے کا ایک تنکا بھی نہ لے سکتا تھا۔ ظلم و ستم کی سزا موت تھی۔ غریبوں پر کوئی ٹیکس نہ تھا۔ میدانِ جنگ سے تو گویا اسے عشق تھا۔ وہ کہا کرتا تھا :۔

"مجھے گھوڑے کی زین حریر و
پرنیان کے بستر سے زیادہ نرم
اور میدانِ جنگ کی پکار دلکش
راگ سے زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہے"

بچپن اور جوانی

یہ تھا وہ سیاسی و معاشرتی ماحول جس نے نور الدین محمود کی آنکھیں کھولیں، اور یہ تھی وہ شخصیت جس کی نگرانی اور تربیت میں وہ پروان چڑھا۔ نور الدین جب پیدا ہوا۔ عماد الدین موصل کا ایک فوجی سردار تھا اور اپنے مستقبل کی تعمیر کے ابتدائی مرحلوں میں تھا۔ نور الدین نو برس کا تھا۔ جب عماد الدین قدم بہ قدم ترقی کرتے ہوئے موصل کا گورنر اور شہزادوں کا اتابک (اتالیق) بنا۔ سلطان محمود سلجوقی کے انتقال کے بعد خانہ جنگی شروع ہو گئی زنگی کو موصل سے نکلنا پڑا۔ اور اپنی گم گشتہ سلطنت کے لئے از سرِ نو جد و جہد کرنا پڑی۔ یہ ساری جد و جہد نور الدین نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اس کے بعد شام کو متحد اور صلیبیوں کو نکال باہر کرنے کے لئے زنگی نے جو لڑائیاں لڑیں، نور الدین اکثر لڑائیوں میں شریک ہوا۔ اس زندگی نے اسے خاص سانچے میں ڈھال دیا۔ نور الدین کی تعلیم و تربیت اس عہد کے بچوں کی طرح ہوئی تھی سلطنت کے طول و عرض میں مدارس اور اعلیٰ درسگاہیں قائم تھیں، جن کے فارغ التحصیل علماء و فضلاء سلطنت کے اہم مناصب پر فائز ہوتے تھے۔ نور الدین محمود نے موصل کے دینی مدارس میں باضابطہ تعلیم حاصل کی تھی وہ فقہ حنفی کا عالم اور علم الحدیث پر بھی عبور رکھتا تھا۔ اس تعلیم اور صلیبیوں سے جہاد و قتال کی مقدس فضا نے اس کے کردار کو زہد و تقویٰ اور جذبۂ جہاد کے سرفروشانہ جوش میں تبدیل کر دیا۔

دوراندیش نور الدین

زنگی کی موت کے بعد سیف الدین غازی اور نور الدین نے باپ کی سلطنت آپس میں بانٹ لی۔ سلطنت

(باقی صفحہ پر)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درس قرآن

منعقدہ ۲۷ اگست ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۳)

ارشاد فرمایا کہ تجھے پہلے پیدا کرنے والا کون ہے؟ اِنَّہٗ یَبْدَؤُ الْخَلْقَ، بے شک اُسی اللہ نے ابتدا کی خلق کی، اسی اللہ نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا ثُمَّ یُعِیْدُہٗ — وہی اللہ تعالےٰ تمہیں دوبارہ لوٹائے گا یعنی تمہارے مرنے کے بعد تمہاری دوبارہ زندگی کون عطا کرے گا؟ وہی اللہ تعالےٰ — اس وقت تو تمہارا کچھ نہ کچھ میٹریل، مادہ موجود ہوگا، خاک کے ذرّے ہوں گے۔ بعض خوش بختوں کے بدن بھی سلامت ہو سکتے ہیں — حدیثوں میں آتا ہے، کہ آج تک سلامت ہیں۔ انبیاء علیہم السّلام کے ابدانِ مبارکہ تو سلامت ہی رہتے ہیں اور دوسرے لوگوں کے متعلق بھی حدیثوں میں موجود ہے کہ بعض دوسرے لوگوں کے بھی جو خوش نصیب ہیں، اللہ تعالےٰ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں، ان کے ابدان سلامت رہتے ہیں۔ تو پھر روح کا دوبارہ ان میں ڈال دینا، احیاء کر دینا اور وہ قوت دینا جو پہلے عطا تھی یہ کوئی اتنی بڑی نہیں۔ اس لئے فرمایا۔ وہی اللہ تعالیٰ تمہاری تخلیق کو شروع کرتا ہے اور وہی اللہ تعالےٰ تمہیں دوبارہ زندگی بخشے گا تمہارے مر جانے کے بعد، تمہارے معدوم ہو جانے کے بعد تمہیں پھر وجود میں لائے گا۔ اور اس کی حکمت کیا ہے؟ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے کی حکمت کیا ہے؟ فرمایا میرے قِسْط اور میرے عدل کا یہ تقاضا ہے، کہ ایک وقت آنا چاہئے کہ جن لوگوں نے زندگی بھر میری اطاعت میں بدنی طور سے اور بدنی اعتبار سے کچھ تکالیف برداشت کیں ان کو میں وہ نعمتیں عطا کروں جو ان کے اعمالِ صالحہ کا بدلہ ہو اور جن لوگوں نے بدنی راحت کو مقدم سمجھا اور میرے احکام کو روندا ان کو میں وہ سزا دوں۔ جس سزا کو وہ بھگتیں۔ میرے عدل کا تقاضا ہے۔ قِسْط، میرے قِسْط کا تقاضا ہے کہ ایک وقت آنا چاہئے کہ مطیعون کو ان کی اطاعت کے مطابق اجر ملے اور نافرمانوں کو ان کی بداعمالی کے مطابق سزا ملے۔ اسی کو میرے بزرگو! قیامت کے عقیدے ہیں جو سورتِ فاتحہ میں ارشاد فرمایا۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ٥ دین کہتے ہیں بدلے کو، بدلے کے دن کا مالک۔ نیکوں کو نیک اعمال کا بدلہ اور بُروں کو بُرے اعمال کی سزا ملے گی اس لئے قیامت کا عقلی ثبوت بھی فرمایا کہ قیامت کا آنا ضروری ہے۔ یہ میرے قسط اور میرے انصاف کا تقاضا ہے۔ میری حکمت اس میں ہے کہ ایک ایسا وقت میں لے آؤں جس وقت میں تھکے ماندے وجودوں کو ان کے اعمال کے مطابق اجر دوں، کچھ ایسے تھکے ماندے وجود ہیں جو دنیا میں میری راہ میں تھکے ہوں گے اور ان کی تھکان پھر میں مرنے کے بعد دور کر دیتا ہوں۔ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ٥ (الحاقہ ۲۴) اُن سے میں کہوں گا کھاؤ پیو، تم نے گذری زندگی میں میرا حکم مانا، میری اطاعت کی، آج تم پر کوئی خوف اور خطرہ نہیں ہے۔ آج تمہارے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ٥ (حم سجدہ ۳۱) ہمارے تبلیغی بھائیوں کی تعبیر میں۔ تم نے دنیا میں رب کے چاہنے والی زندگی بسر کی، تم نے دنیا میں رب کے حکموں کو مانا، آج ہم تمہاری چاہت کو قبول کرتے ہیں۔ جو تم چاہتے ہو۔ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ٥ تمہیں ملے گا جنت میں جو تمہارے جی چاہیں گے، مانگنے کی بھی تکلیف نہ ہوگی جو تم چاہو گے تمہارے سامنے موجود ہوگا کہ تم نے دنیا میں میری چاہت کو اپنی بدنی چاہت پر مقدم کیا تھا اس لئے قیامت کو کہا گیا یَوْمِ الدِّیْنِ۔ بدلے کا دن — جو اعمال ہم نے دنیا میں کئے ان کے مطابق ہمیں سزا ملے گی۔ اور ان اعمال کے مطابق ہمیں جزا ملے گی۔ اللہ تعالےٰ سزا سے تو ہم سب کو بچائے اور جزا کا جو مسئلہ ہے اللہ تعالےٰ ہمیں بہترین بہترین جزائیں عطا فرمائے۔

تو ارشاد فرمایا کہ یہ قیامت کا آنا، اعادہ تمہارے بدن کا۔ دیکھئے۔ یُعِیْدُہٗ۔ تمہیں ہم لوٹائیں گے — نئی تخلیق نہیں ہوگی، لوٹائیں گے ہم تم کو۔ جس طرح تم اب ہو اسی طرح ہم تم کو لوٹائیں گے۔

صحیح حدیث میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب قیامت کے دن مردے قبروں سے نکلیں گے، قبر سے مراد یہ ڈھیری نہیں ہے۔ جہاں جہاں ذرات پڑے ہیں اور ذرّات کا جمع کرنا بھائی کوئی اتنا مشکل نہیں، ہم خداوند تعالیٰ کو نعوذ باللہ اپنے پہ قیاس کر لیتے ہیں تب ہمیں شبہ پڑ جاتا ہے ———

خداوند تعالےٰ کو بڑی طاقتیں ہیں۔ خدا! رب العالمین جو چاہیں۔ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ (البقرہ ۱۱۷) سورتِ بقرہ میں دیکھ لیجئے۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے صرف اتنی بات عرض کی کہ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى (البقرہ ۲۶۰) اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا (البقرہ ۲۵۹) کیفیت کا سوال تھا۔ اس بستی کو اللہ تعالےٰ کس طرح زندہ کریں گے؟ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ۔ البقرہ ۲۵۹) حضرت عزیر علیہ السلام سو سال تک سرے رہے، زمین پر پڑے رہے، زمین پہ پڑے رہے، بدن مبارک پڑا رہا۔ اور جس گدھے پر آپ سوار تھے اس کے ذرّات بھی گل گئے۔ سو سال بڑی چیز ہوتی ہے لیکن اللہ تعالےٰ نے کیا فرمایا؟ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ (البقرہ ۲۵۹) عزیر! دیکھ

تیرا گدھا کہیں نظر آتا ہے؟ تیرا گدھا تو کہیں نظر نہیں آتا، لیکن کیا ہوا؟ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا (البقرہ ۲۵۹) دیکھ ہم اس کے ذرات کو یہاں سے مٹی سے اٹھاتے ہیں، ابھی ہڈیاں جڑنے لگیں گی اور ان پر پھر ہم گوشت چڑھا دیں گے۔ اس میں کون سا استبعاد ہے؟ تو اللہ تعالےٰ نے مشاہدہ کرایا اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت عزیر کو اور مشاہدہ کرایا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو چار پرندوں کا جو قصہ سورتِ بقرہ ہی میں آتا ہے ـــــ تو اعادہ، اعادہ کا معنیٰ لوٹا دینا اسی بدن کی کیفیت کے ساتھ۔

امام الانبیاء فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) کہ مرنے کے وقت جو کیفیت جس انسان کی ہو گی اسی کیفیت کے ساتھ قیامت کے دن وہ اُٹھے گا اسی آواز کے ساتھ، اُسی صوت کے ساتھ، اُسی لہجے کے ساتھ، اسی شکل و شباہت کے ساتھ، اُسی طریقے پر وہ قبر سے اٹھے گا۔ تبھی تو بھائی پہچانیں گے سورتِ اعراف میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ۔ جنتی آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے ـــ جنتی جہنمیوں کو پہچانیں گے۔ يَتَعَارَفُونَ۔ معرفت کا معنیٰ پہچاننا۔ تو پہچانیں گے تب کہ شکلوں کو دیکھیں گے۔ شکلیں ساتھ ہوں گی تبھی تو پہچانیں گے اور شکل کا وجود بلا بدن کے نہیں ہو سکتا۔ بدن یہی ہوگا، شکل یہی ہو گی، جس شکل میں ہم مریں گے، اُسی شکل میں ہم قیامت کے دن اٹھیں گے، اسی طریقے پر اٹھیں گے۔ اور قرآن میں میرے بزرگو فرمایا ـــــ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ (عبس ۳۴) قیامت کے دن بھائی بھائی سے بھاگے گا بیٹا باپ سے بھاگے گا، بیوی خاوند سے بھاگے گی، خاوند بیوی سے بھاگے گا لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ (عبس ۳۷) ہر ایک آدمی اپنے حال میں مست ہوگا ـــ تو بھاگیں گے۔ کیوں بھاگیں گے؟ اسی لئے تو بھاگیں گے کہ یہ پہچانیں گے کہ یہ میرا بیٹا آ رہا ہے۔ ابھی یہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے، میں تو اپنے پسینے میں غرق ہوں، بھاگے گا باپ۔ اللہ ایسے تنفّر سے مجھے اور آپ کو بچائے۔

چند ایسے وجود ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے بشارت دی، جو قیامت کے خوف سے محفوظ ہوں گے۔ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ (الانبیاء ۱۰۱ تا ۱۰۳) فرمایا جنہوں نے دنیا میں حسنیٰ پر عمل کیا علمائے تفسیر فرماتے ہیں کہ حسنیٰ سے مراد لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بھی ہے۔ جنہوں نے کلمہ طیبہ کو قبول کیا اور اس کے مطابق اپنی زندگی گذاری فرمایا وہ جہنم کی آہٹ سے بھی محفوظ ہوں گے اور وہ گھبراہٹ، الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ۔ بہت بڑی گھبراہٹ کہ بڑے بڑے جابر انسان گھبرا جائیں گے، فرمایا کہ ان مسکینوں کو جنہوں نے دنیا میں میرے حکموں کو مانا، غربت کی زندگی گذار ڈالی، تنگدستی کی زندگی گذار ڈالی، بیماری کی زندگی گذار ڈالی، مصائب کا شکار ہوئے لیکن اللہ کی نافرمانی سے بچے۔ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ (الانبیاء ۱۰۳) اُن کو وہ گھبراہٹ غمناک نہ کر سکے گی بلکہ فرشتے ان سے ملیں گے۔ تَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ فرشتے آکر سلام کہیں گے اور کہیں گے ـــ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ جس دن کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا، تم نے اللہ کی اطاعت کو قبول کیا آج تمہیں بشارت دی جاتی ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: عجائبات شب معراج

کی ثناء کی اور فرمایا تم سب نے اپنے رب کی ثناء کی اور میں بھی اپنے رب کی ثناء کرتا ہوں جمیع محامد اللہ تعالےٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو رحمۃ اللعالمین اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور مجھ پر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر ضروری دینی امر کا بیان ہے خواہ صراحۃً ہو یا اشارۃً، اور میری امت کو بہترین امت بنایا کہ لوگوں کے نفع (دین) کے لئے پیدا کی گئی ہے اور میری امت کو امتِ عادلہ بنا دیا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہ رتبہ میں اوّل بھی ہیں اور زمانہ کے لحاظ سے آخر بھی ہیں اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا (یعنی نور میں اوّل ظہور میں آخر)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے خطاب کر کے فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تم سب پر فائق ہو گئے۔ پھر آپ کے عروج الی السمٰوٰت کا ذکر کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ میں جب نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مالک دوزخ کے داروغہ ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے مجھے پہلے سلام کیا (رواہ مسلم)

ابن عباسؓ نے آپؐ سے روایت کیا ہے کہ بیلۃ میں دجّال کو دیکھا اور خازنِ نار کو بھی دیکھا (مسلم)

ظاہراً اس اقتران ذکری سے معلوم ہوتا ہے کہ دجّال کو بھی بیت المقدس کے موقعہ پر دیکھا یعنی اس کی صورتِ مثالیہ کو، کیونکہ اس کا وہاں نہ ہونا ظاہر ہے۔

بقیہ: احادیث الرسولؐ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے داہنی صفوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔ (اس حدیث کو ابوداؤد نے اپنی سند کے ساتھ مسلم کی شرط پر ذکر کیا ہے اور اس کی سند میں ایک راوی ہے جس کی توثیق میں محدثین کا اختلاف ہے۔

★

انسان اور اس کا مقام

(فلسفہ ولی اللہی کی نظر میں)

علامہ محمد صدیق ولی اللہی

انسان کبیر یا دوسرے لفظوں میں انسانیت کا طبعی تقاضہ تو یہ ہے کہ ہر انسان میں اچھے اخلاق پیدا ہوں اور وہ بُرے اخلاق سے اجتناب کرے، اس حیثیت سے نوع انسان کا ہر صحیح الفطرت انسان عدل انصاف، رحم دلی، حیا وغیرہ کو اچھا سمجھے گا۔ اور چوری ظلم اور بے حیائی اور دوسرے بُرے اخلاق کو بُرا تصور کرے گا۔ خدا پاک کی عبادت اور اس کی نافرمانی کو بھی اسی پر قیاس کریں لیکن جب انسان عالم شہادت یا عالم عناصر میں آتا ہے تو اس کے ساتھ حیوانیت کا اقتضا بھی لاحق ہو جاتے ہیں پھر وہ اپنی استعداد کے لحاظ سے دونوں قسم کے اوصاف کا حامل ہو سکتا ہے۔ انسان کبیر یا انسانیت کے اوصاف تو اس میں پہلے سے موجود تھے۔ اب اس میں حیوانیت کے اوصاف بھی پائے جاتے ہیں جیسا کہ کھانا، پینا اپنی تندرستی کا خیال رکھنا اور اپنی نسل کو برقرار رکھنے کا دھیان ہوتا ہے۔ اول کو ملکیت اور دوسرے کو حیوانیت کا نام دیا جاتا ہے۔ ان دونوں اقتضاؤں کو اعتدال پر رکھنا انسانی فطرت ہے۔ اسی لحاظ سے انسانی فطرت اقترابات اور ارتفاقات کو اعتدال پر رکھنے کا نام ٹھہرا۔

قرب الٰہی حاصل کرنے کا نام اقتراب ہے اور یہ شوق انسان کے روحانی نقطہ کا تقاضا ہے۔ معاش کا اچھے طریقوں سے حاصل کرنا ارتفاق کہلاتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ معاش کی تلاش میں کسی پر ظلم اور تعدی نہ کیا جائے۔ یہ انسانی جسم کا تقاضہ ہے جو کہ حیوانیت اور ملکیت دونوں قوتوں کا منبع ہے۔ اگر صرف حیوانیت کا تقاضا دیکھیں تو اس میں یہ سب صفات رذیلہ آ جاتی ہیں۔ کمزوروں پر ظلم و زبردستی اقتدار پسندی، تکبر، سرمایہ داری، ظاہری و باطنی نجاست سے ملوث ہونا، قیامت اور اعمال کی جزا و سزا سے غافل ہونا اور بقائے الٰہی جو روحانی حیات کا تقاضا ہے اس کو بالکل بھلا دینا حیوان خصلت لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا وغیرہ۔

ملکیت اور حیوانیت دونوں قوتوں میں توازن برقرار رکھنا اور ان کو افراط اور تفریط سے بچانا انسانی نوع کا تقاضا ہے۔ اگر دونوں اقتضاؤں میں سے ایک کو کم کر دے گا تو انسانیت کی تکمیل نہ ہو سکے گی۔ ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ انسانی طبیعت کا میلان حیوانیت کی طرف زیادہ ہوتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ملکیت کو حیوانیت پر غالب رکھا جائے۔ جس کی طرف زیادہ ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ملکیت کو حیوانیت پر غالب رکھا جائے۔ جس کی یہ صورت ہے کہ حیوانیت و نیکی اور اچھے کاموں میں لگایا جائے۔ شاہ صاحب کی رائے میں ہر جاندار کی تقدیر وہی جو اس کی صورت نوعیہ میں اس کو عطا ہوئی ہے۔ مثلاً اونٹ کی تقدیر یہ ہے کہ اس کو صورت نوعیہ دے کر الہام کیا گیا ہے کہ اپنی تندرستی کو قائم رکھنے کے لئے یہ چیزیں کھائے اور یہ نہ کھائے۔ مثلاً اگر گھوڑے کو گوشت کھانے کی عادت پڑے تو وہ بیمار ہو جائے گا۔ اسی طرح انسان کو بھی صورت نوعیہ عطا ہوئی اور اسے یہ الہام ہوا کہ وہ حیوانیت اور ملکیت دونوں قوتوں کا باہمی توازن قائم رکھے اور حیوانیت پر ملکیت اور عقل کو غلبہ دے سوچ سمجھ کر اقتراب (خدا پرستی) اور ارتفاق (انسان دوستی) جیسے کاموں کو حاصل کرے اور اپنی سوسائٹی میں عزت کے ساتھ زندگی بسر کرے، دوسرے کے حقوق میں دست درازی نہ کرے اور اپنی تمام ہمت اور عقل سے اس بات پر غور کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کس کام کے لئے پیدا کیا ہے اور کس لئے مجھے اس انسانی سوسائٹی میں رکھا ہے یا دوسرے لفظوں میں خدا تعالیٰ کو راضی رکھنے کے لئے کیا کام کیا جائے اور انسانی سوسائٹی کو کس طرح نفع پہنچایا جائے۔ یہ ہے انسان کی تقدیر۔ اگر کوئی انسان سوسائٹی کو کے خلاف کام کرے گا تو وہ سزا کا مستحق ہو گا۔

یہ تو ظاہر ہے کہ انسان اپنے ہم جنس حیوانات کی ساتھ حیوانیت کے کاموں میں شریک رہتا ہے۔ جیسا کہ بھوک، پیاس، شہوت، حرص، دشمن سے لڑنا وغیرہ یہ ایسے خصائل اور عادات ہیں کہ انسان ان خصائل میں باقی حیوانات کے ساتھ شریک ہے۔ انسان کو اس کے علاوہ دو بڑے جوہر بھی عطا ہوئے ہیں۔ جن میں وہ منفرد ہے۔ پہلا جوہر تقائے الٰہی کا اشتیاق اور محبت الٰہی ہے۔ یہ جوہر اس کے روح کے اندر ودیعت رکھا گیا ہے، دوسرا جوہر عقل ہے جو اس کے دماغ میں ودیعت ہے۔ پھر اس کو جسم کثیف دے کر اس عالم شہادت یا عالم اجسام میں بھیجا گیا تا کہ یہاں تنبیہ پا کر آخرت لے آنے والے منازل کے لئے تیاری کرے اور اس اخروی عالم میں جو انعام و اکرام ہیں ان سے حظ اٹھائے وہ جہاں اگرچہ لطیف ہے۔ مگر اس میں انعامات اس کثیف جہاں کے انعامات سے مشابہت رکھتے ہیں۔

انسان کو چاہیئے کہ ان کو جو یہ اعلیٰ درجے کے جوہر عطا ہوئے ہیں ان کی حفاظت کے لئے اپنی حیوانیت کو عقل کے ماتحت رکھ کر روح کے اندر والے جوہر کی پرورش کرے، کیونکہ اس نورانی نقطے کی پرورش اصل مقصود ہے، عالم جسمانی کثیف ہے اس کا اپنی جسمانی زندگی کی طرف میلان زیادہ ہوتا ہے اور پھر شیطان کی یہ شرارت جاری رہتی ہے کہ وہ حیوانیت کے دریچے سے وسوسہ ڈالتا رہے تاکہ انسان اپنی انسانیت سے گر جائے، اس سے انسان کو ہر وقت بچنا چاہیئے۔

انسان کے اندر تین اعضائے رئیسہ ہیں۔ دماغ، دل اور جگر۔ جگر انسانی بدن کا خادم ہے وہ جسمانی ضرورتوں کے لئے دماغ کو جزو تیار کرتا ہے۔

پھر اس ضرورت کے پورا کرنے کا راستہ سوچتا ہے اور اس کو دل کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ اگر قلب نے اس راستہ کو پسند کر لیا تو وہ اپنے لشکر یعنی اعضاء کو حکم دیتا ہے کہ اس ضرورت کو جگر کی طرف سے سوچے ہوئے راستہ سے پورا کریں۔ اگر یہ تینوں اعضائے رئیسہ آداب شرعیہ سے یا کسی اہل کی صحبت یا ریاضت سے مہذب ہو گئے اور ان کا ملکیت کی طرف میلان ہوا تو ملائکہ کی طرف سے جو کہ انسان کی ملکی قوت کے خادم ہیں، الہام ہونا شروع ہو جاتا ہے اور انسان کے حیوانیت کے تقاضے یعنی جگر کے تقاضے عقل اور قلب کے ذریعے مقہور اور مغلوب ہو جاتے ہیں اور اس سے سوسائٹی کے قوانین کی پابندی کا رجحان بھی پیدا ہوتا ہے۔

فلسفۂ الٰہیات میں یہ بات مسلم ہے کہ عالم عناصر اور جو ہیں وہ مخفی طاقتیں موجود ہیں، ذاتی طور پر ان دونوں میں کوئی شر نہیں ہے، البتہ نوع انسان کے لحاظ سے جو بھی مخفی طاقت انسان کے لئے ضرر رساں اور نقصان دہ ہو گی اور انسانیت کی تکمیل میں رکاوٹ بنے گی تو ہم اس کو مضر اور نقصان دہ سمجھیں گے۔

جب انسان کے اندر یہ تین اعضائے رئیسہ پیدا ہو جاتے ہیں تو غذا کے ہضم در ہضم سے خون صالح پیدا ہوتا ہے اور قلب کے زور سے تمام بدن میں پھیل جاتا ہے اور دورہ کرتا ہے تاکہ ہر ایک عضو کو اس کی حیثیت کے مطابق حصہ ملتا رہے۔ اس خون سے جو بخار پیدا ہوتا ہے اس کو روح حیوانی کہتے ہیں۔ اطبا اور ڈاکٹر اسی کی صحت اور تندرستی سے بحث کرتے ہیں ان کا مطمح نظر یہی روح حیوانی ہوتا ہے۔ اہل وجدان یعنی اولیائے کرام نے اپنے وجدان اور ذوق سلیم سے یہ ثابت کیا ہے کہ عرش کے اوپر ایک الٰہی تجلی اعظم قائم ہے۔ عرش عظیم کے نیچے ایک مقام ہے جس کو حظیرۃ القدس کہا جاتا ہے۔

خط وکتابت

کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

جلسے

● مدرسہ اسلامیہ حنفیہ شاہ نکڈر کا تیسرا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۰، ۱۱ر شعبان ۱۴۱۹ھ مطابق ۲، ۳ر نومبر ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری و دیگر علماء کرام تقاریر فرمائیں گے

(محمد رفیق ناظم مدرسہ ہذا)

● مدرسہ عربیہ جامعہ رحمانیہ محمد ۱۲ منڈی چشتیاں کا سالانہ سہ روزہ شبانہ جلسہ ہو رہا ہے۔ بتاریخ ۲۷، ۲۸، ۲۹ اکتوبر مطابق ۴، ۵، ۶ر شعبان کو مقرر ہوا ہے اور درجہ حفاظ کی دستار بندی بھی ہو گی۔ مولانا حبیب اللہ صاحب مولانا ضیاء القاسمی صاحب و دیگر علماء کرام شرکت فرمائیں گے۔

(حافظ عبد الرحمٰن مہتمم جامعہ ہذا)

● ۲۳ اکتوبر مطابق یکم شعبان بروز جمعرات مدرسہ انوار الاسلام علی پور چھٹہ ضلع گوجرانوالہ کے سالانہ امتحان کے موقع پر حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری، حضرت مولانا عبد الواحد صاحب گوجرانوالہ اور حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی تشریف لا رہے ہیں۔

۲۵ر اکتوبر کا جمعہ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری پڑھائیں گے۔ رات کو مولانا منظور احمد صاحب و دیگر علمائے کرام کی تقاریر ہوں گی۔

● خطیب پاکستان الحاج مولانا قاضی احسان احمد صاحب مرحوم کی یاد میں مورخہ ۹، ۱۰ر شعبان المعظم بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ بمقام شاہی جامع مسجد شجاع آباد میں ایک جلسہ منعقد ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا سید عطاء المنعم صاحب بخاری سجادہ نشین امیر شریعت مولانا غلام مصطفےٰ صاحب بہاولپور، مولانا محمد لقمان صاحب، مولانا عبد القادر آزاد، جناب مرزا غلام نبی جانباز، سید امین شاہ گیلانی و دیگر علماء کرام شرکت فرمائیں گے۔ (صاحبزادہ شبیر احمد فاروقی)

● زیر صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر انجمن خدام الدین لاہور ۲۵ر اکتوبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء نکلہ منڈی میو روڈ پیر انا دھرم پورہ لاہور میں زیر اہتمام جمعیۃ العلماء اسلام دھرم پورہ سالانہ ساتویں سیرت النبی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، مولانا محمد اجمل خان لاہور، مولانا محمد اسحاق لاہور باغبانپورہ، مولانا قاری غلام فرید لاہور و دیگر علماء ربانی خطاب فرمائیں گے۔ (احقر الانام محمد ابراہیم ناظم)

● جامعہ محمدیہ رجسٹرڈ علی پور چھٹہ کا چوتھا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۸، ۲۹ر اکتوبر ۱۹۹۸ء بروز سوموار منگل منعقد ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبد الرحمٰن جامی، مولانا عبد الواحد، علامہ محمد احمد، مولانا محمد اشرف، صوفی اللہ بخش نعت خوان تشریف لا رہے ہیں۔

(محمد اقبال نعمانی مہتمم جامعہ محمدیہ علی پور چھٹہ (گوجرانوالہ)

مولانا عبد الرحمٰن میانوی کو صدمہ عظیم اور ان کیلئے دعائے صحت

مولانا عبد الرحمٰن میانوی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ سید امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری کے خدام خاص اور مخلص رضا کار ہیں۔ ریل، جیل کے ساتھی بھی عرصہ دراز رہے ہیں۔ بوڑھاپے اور مریض رہنے کی وجہ سے نہایت کمزور ہو گئے ہیں۔ قدرت کی طرف سے آپ کو صدمہ عظیم آیا کہ آپ کے دو بھائی ایک چچا زاد ایک پھوپھی زاد ہیں۔ ان میں سے ایک لاہور ہسپتال میں مر گیا دوسرا اس کی بیمار پرسی کے لئے ہسپتال آیا واپس ہوا سفر ہی میں قلب کے حادثہ سے مر گیا۔ احباب سے ہر دو حضرات کے لئے مغفرت کی اور مولانا کے لئے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

مجلس احرار اسلام اور جمعیۃ العلماء اسلام کا مشترکہ اجلاس

ملتان ۱۵ر اکتوبر ۱۹۹۸ء آج اکابر جمعیۃ علماء اسلام اور اکابر مجلس احرار اسلام کا اجتماع ہوا۔ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی صاحب امیر جمعیۃ العلماء اسلام، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلماء اسلام پاکستان، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم جمعیۃ العلماء اسلام مغربی پاکستان۔ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب احرار امیر مجلس احرار اسلام پاکستان، حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان اور محترم ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری مشیر اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان نے پورے تین گھنٹے تمام موجودہ حالات پر تبادلہ خیالات کیا۔ دینی جماعتوں کے اتحاد کی جو تحریک چل رہی ہے۔ اس سلسلے میں جمعیۃ العلماء اسلام اور مجلس احرار اسلام کے اکابر نے اصول پر غور کیا اور دونوں نے اتحاد مذکور کی ضرورت پر اتفاق کر لیا ہے۔ آئندہ دوبارہ تمام دینی جماعتوں کا مشترکہ اجلاس بلایا جائے گا جس میں تمام تفاصیل طے کی جائیں گی۔

انتقال پُر ملال

دنیائے اسلام کی مایۂ ناز یونیورسٹی دار العلوم دیوبند کے حضرت نائب مہتمم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات حسرت آیات کی اطلاع اخبار "جنگ" میں پڑھ کر مدرسہ عربی نجم المدارس کلاچی میں فوراً تعطیل کا اعلان کر دیا گیا۔ اساتذہ اور طلباء مدرسہ نے ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید کا ختم کیا۔ حضرت مولانا قاضی عبد الحکیم صاحب مدظلہ مہتمم مدرسہ نجم المدارس نے حضرت مولانا سید مبارک علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا حضرت مرحوم کی زندگی قابل رشک گزری۔ اٹھاسی سال کی عمر میں ۶۰ سال جس کا اکثر حصہ دار العلوم دیوبند جیسی دینی درسگاہ کی اہم خدمات میں گذرا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے قابل رشک نعمت ہے۔ دار العلوم کے فرزند لاکھوں کی تعداد میں اکناف عالم میں اسلام کے پھیلانے میں مصروف ہیں۔ مولانا مبارک علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ یقیناً سب کے درجات میں شریک ہیں۔ آپ نے فرمایا حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد قریبی دنوں میں یہ دوسرا صدمہ ہے جو دار العلوم کو پہنچا ہے۔ آپ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس صدمہ میں دار العلوم کے تمام ارکان کو عموماً اور حضرت شیخ الحدیث حضرت مہتمم صاحب مدظلہ دار العلوم کو خصوصاً صبر کی توفیق عطا فرمائیں اور انہیں خدمت اسلام کے لئے ان حضرات کے نعم البدل رفیق میسر ہوں۔ آمین یا رب العالمین!

(عزیز احسان مدرس مدرسہ عربی نجم المدارس کلاچی)

دعائے صحت

حضرت مولانا ضیاء القاسمی ناظم اعلیٰ تنظیم اہل سنت پاکستان کو دیوار سے ناگہانی طور پر اینٹیں گر جانے کی وجہ سے سر پر سخت چوٹ آئی ہے اور وہ لائل پور اپنے دولت کدہ پر زیر علاج ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ مولانا کے لئے دعائے صحت فرمائیں۔ (ناظم جامعہ قاسمیہ)

● حضرت مولانا عبد الغفور صاحب مدنی دامت برکاتہم پاکستان سے واپسی کے بعد بخار کے پے در پے حملوں سے بہت کمزور ہو گئے ہیں اور فرض نمازیں بھی اکثر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ جملہ متوسلین خصوصاً اور رفقاء المسلمین عموماً حضرت والا کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (سید علاؤ الدین)

بقیہ : اداریہ

اپنی بحث کے دوران میں منیر انکوائری رپورٹ کے بحث بعض حصوں کے حوالے دیئے جو ۱۹۵۲ء میں پنجاب کے ہنگاموں پر ہیں اور جن میں احمدیوں اور مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کے درمیان عقائد کے اختلافات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بعض ایسے حادثات کا ذکر ہے جن میں بعض افراد، جو اپنے آپ کو احمدی کہتے تھے کو "مرتد" کہا گیا اور بعض واقعات میں قتل کر دیا گیا۔ دو فیصلے بھی ریکارڈ میں رکھے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک فیصلہ سابق پنجاب کی ایک ماتحت عدالت کا اور دوسرا کسی وقت کی ریاست بہاولپور کا ہے، ان میں قرار دیا گیا ہے کہ احمدی مسلمانوں کا فرقہ نہیں ہیں — ہمیں حیرت ہے کہ یہ مثالیں کس طرح متعلقہ ہو سکتی ہیں۔ فیصلے ماتحت عدالتوں کے ہیں اور وہ شہادتوں کے ایکٹ مجریہ ۱۸۷۲ء کی دفعہ ۱۳ کے تحت بھی متعلقہ نہیں ہیں — جہاں تک احمدیوں کو "مرتد" قرار دینے اور "موت کے مستوجب" قرار دینے کی مثالوں کا تعلق ہے، ہمیں یہ کہنے کی ضرورت پڑتی ہے کہ یہ مذہبی تختۂ دار کی المناک مثالیں ہیں۔ اور اگر انسانی امور میں خوبی و نیکی باقی ہے تو انسانی ضمیر کو اس کے خلاف لازماً بغاوت کرنا چاہیئے۔ یہ مثالیں سچی اسلامی اخلاقیات کے منافی ہیں۔ جن کی ممانعت قرآن کریم (۲۲۵) میں کی گئی ہے۔ قرآن واضح الفاظ میں ضمیر کی آزادی کی ضمانت دیتا ہے اس کا ترجمہ یہاں دیا جاتا ہے:

"دین میں کوئی جبر نہیں"۔ (اے یوسف علی)

اسی قسم کی آزادی کی ضمانت تمام مذاہب کو سورہ ۶۲ میں دی گئی ہے:

"وہ جو یقین کرتے ہیں۔
(قرآن میں) اور وہ جو پیروی
کرتے ہیں یہودی (الہامی کتب
کی) اور عیسائی اور وہ جو
خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور
روز قیامت پر — اور سیدھا
راستہ اپناتے ہیں انہیں ملے گا
انعام — اپنے آقا سے —
ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا
اور نہ ہی وہ تکلیف اٹھائیں گے"

باب ۷۹ = ۳ میں ایسا واضح حکم ہے جس میں آدمی کو حتیٰ کہ پیغمبر کو بھی دوسروں پر اپنی رائے ٹھونسنے سے ان الفاظ میں منع کیا گیا ہے:

"یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک
آدمی جسے کتاب دی گئی ہے
اور دانش — اور پیغمبری کا
منصب وہ لوگوں سے کہے:
تم میرے عبادت کرنے والے
بجائے خدا کی عبادت کرنے
والوں کے — اس کے برعکس
(وہ کہے گا) تم اس کی عبادت
کرو جو سب کا سچا خالق
ہے۔ اسی نے تمہیں کتاب
سکھائی اس کا دل سے
مطالعہ کرو"۔ (اے یوسف علی)

خیال اور ضمیر کی آزادی کی ضمانت اس سے واضح الفاظ میں نہیں دی جا سکتی تھی۔ قرآن پاک کے یہ حوالے درخواست دہندگان کے اس مؤقف کی معقولیت کو ظاہر کر دیتے ہیں جسے انہوں نے بنیادی حق نمبر ۱۰ کے حصول کے لئے اپنی رٹ درخواست کی بنیاد بنایا ہے۔

بقیہ : مجلس ذکر

نہ رکھنا کہاں کا اسلام ہے؟ اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے بچے ان دنوں بھیک مانگتے پھرتے ہیں اور ہر مسافر کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے اور بارہ وفات کا چندہ مانگتے ہیں — کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بھیک مانگنے کی تعلیم دی تھی؟ آخر ان لوگوں نے اس نبی رحمت کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ نیچے والے ہاتھ سے اوپر والا ہاتھ بہتر ہے؟ پھر چھوٹے چھوٹے بچوں کو ہاتھ پھیلانے کی تعلیم دینا کہاں کی دانشمندی ہے؟ کیا اس عمر میں ہاتھ پھیلانے والے بچے ساری عمر ہاتھ ہی پھیلاتے تو نہیں رہیں گے؟ یہ سب چیزیں ہمیں ٹھنڈے دل سے اور تعصب کی عینک اتار کر دیکھنا چاہیئں اور غور کرنا چاہیئے کہ ان میں کیا کیا مفاسد پنہاں ہیں؟ ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کو محبت سے سمجھانا چاہیئے کہ یہ طرز عمل اسلام کے ساتھ دوستی نہیں بلکہ دوست نما دشمنی ہے اور ہم جس قدر جلد ان چیزوں سے دستکش ہو جائیں ہمارے حق میں بہتر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا تعلق عین ایمان ہے اور وہ شخص صاحب ایمان ہو ہی نہیں سکتا جس کے دل میں کائنات کی ہر شے حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے اظہار کا طریق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت ہونا چاہیئے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی —

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری ساری رات قرآن کی تلاوت میں گزار دیتے۔ اور نوافل پڑھتے پڑھتے آپؐ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے لیکن امت پٹاخے اور کھڑتالیں بجانے میں مست ہے — کیا یہی نذرانۂ عقیدت و محبت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اور اپنے حبیبؐ کی نافرمانی سے بچائے، ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت نصیب فرمائے، آپؐ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے اور کتاب و سنت کا پورا پابند بنائے۔ آمین!

گلبرگ میں معہد القرآن کا قیام

۹۴ ڈی گلبرگ ۲ میں یہ قرآنی درسگاہ جناب قاری فیوض الرحمٰن صاحب ایم اے کی زیر سرپرستی چل رہا ہے۔ طلبہ سے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ مستند قاری اور عالم پڑھانے پر مامور ہیں۔ قرب وجوار کے حضرات اس چشمہ سے مستفید ہونے کی کوشش کریں۔ (ایس - اے رشید)

تعزیتی قرارداد

پاکستان کے ممتاز عالم دین، مذہبی رہنما اور بانی دارالعلوم القاسمیہ حضرت مولانا محمد صالح کی وفات پر ملال پر دارالعلوم القاسمیہ ہائی سکول میرپور خاص اور ورنیکل کالج کے اساتذہ وطالب علموں کا ایک اجتماع منعقد ہوا جس میں مرحوم کی مذہبی، سیاسی اور تعلیمی خدمات کو سراہتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا گیا۔ مرحوم کی وفات سے سندھ اور خاص طور پر ضلع تھرپارکر ایک بڑی اور دینی وار شخصیت سے محروم ہوگیا ہے۔ آخر میں قرآن خوانی کرکے مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔

بقیہ: نورالدین زنگی

کا مشرقی علاقہ (عراق) سیف الدین غازی کے حصہ میں آیا۔ اور مغربی علاقہ (شام) نورالدین محمود کے حصہ میں۔ نورالدین نے اپنے باپ کا چھوڑا ہوا کام آگے بڑھایا اور انگریز مورخ اسٹیونسن کے الفاظ میں فرنگی ریاستوں کے لئے پہلے سے کہیں زیادہ خطرناک دشمن ثابت ہوا۔ (باقی آئندہ)

سالانہ امتحان

حضرت مولانا سید چراغ الدین شاہ صاحب ہزاروی خطیب و مہتمم نے اطلاع دی ہے کہ مدرسہ حنفیہ انوار العلوم جبر چوک راولپنڈی اور ملحقہ مدارس کے شعبہ کتب درس نظامی و شعبہ تجوید و قراءت و شعبہ حفظ و ناظرہ کا سالانہ امتحان بتاریخ ۲۶، ۲۷، ۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۸ء بروز ہفتہ، اتوار، پیر ہوگا جس میں شیخ الحدیث الحاج حضرت مولانا عبدالشکور صاحب راولپنڈی، شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب ہری پور ہزارہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد امین صاحب راولپنڈی، شیخ القراء جناب قاری محمد شریف صاحب لاہور، جناب قاری نور الحق صاحب ہری پور ہزارہ و دیگر ممتحنین حضرات شرکت فرمائیں گے۔

فارغ شدہ طلباء کی دستار بندی سالانہ جلسہ کے موقع پر ہوگی جس کی تاریخ کا اعلان عنقریب ہوگا۔

نوٹ۔ گلگت کے مدارس میں تعلیمی خدمات سرانجام دینے کے لئے دس تجربہ کار قاری حضرات کی ضرورت ہے وہ اپنی اولین فرصت میں مہتمم صاحب انوار العلوم راولپنڈی سے رابطہ پیدا کریں۔

چوتھی سالانہ سیرت کانفرنس

جمعیۃ العلماء اسلام سرگودھا کی چوتھی سالانہ سیرت کانفرنس ۳، ۴ نومبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار، پیر حسب سابق نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں حسب سابق علماء کرام و مشائخ عظام شرکت فرمائیں گے۔ (حاجی محمد ابراہیم ناظم استقبالیہ)

بچوں کا صفحہ

ماں باپ کی فرمانبرداری

مولوی مظہر حسین۔ سہگل آباد، تحصیل چکوال

پیارے بچو!

ہمیشہ سچ بولا کرو اور ماں باپ کا کہا مانا کرو۔ آپ نے سنا ہوگا اپنے ماں باپ سے کہ ہمیشہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہوتی ہے۔ جس نے ماں باپ کو راضی کر لیا پس وہ جنت کا مستحق ہو گیا۔ گویا اس نے جنت حاصل کر لی۔ خدا تعالیٰ کی رضا مندی جو ہے وہ ماں کی رضامندی پر موقوف ہے۔ اگر ماں راضی تو خدا راضی خدا راضی تو جنت خود ملے گی۔ اور خدا تعالیٰ کا غصہ اس کے غصے میں پوشیدہ ہے۔ (احمد طبرانی)

آج اکثر بچے ماں باپ کا کہا نہیں مانتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرا کسی کے گھر جانا ہوا تو وہاں ایک بچہ بہت ہی شرارتی ہے ماں کو گالیاں دے رہا تھا اور باتوں باتوں میں ماں نے کہا کہ تیرے کو شرم نہیں آتا چھوٹا سا تھا تو تجھ کو پال کر بڑا کیا اور اتنی تیرے پر تکلیف برداشت کی۔ تو بچہ کہنے لگا کہ تو نے کون سا احسان کیا بڑا تو مجھے خدا نے کیا ہے اور روٹی میرا باپ کما کر لاتا ہے۔ میں نے کہا شکر تو کر کہ میں تیرے پیٹ میں تھا وہاں اگر تیرے پیٹ میں اگر میں ذرا سی کوئی شرارت کرتا تو تیرا پیٹ پھاڑ کر باہر نکل آتا۔ یہ اتنی سی بات تھی تو ماں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس کو بُرا بھلا کہنے لگی اور بد دعائیں دینے لگی کہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ دوسرے دن وہی بچہ چھت سے گر کر اس دنیا سے چل گیا۔ یہ سب ماں کی نافرمانی کا نتیجہ تھا۔

ایک روایت ہے کہ حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں پنجگانہ نماز پڑھتا ہوں اور اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہوں اور رمضان کے روزے بھی رکھتا ہوں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ان چیزوں پر رہے گا وہ نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ اسی طرح پر ہو گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر دونوں انگلیاں جوڑ کر کھڑی کیں اور فرمایا جب تک کہ والدین کی نا فرمانی نہ کی جائے۔

ایک اور روایت ہے کہ حضرت ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ ہر گناہ و جرم پر گرفت کو اللہ جب تک چاہے مؤخر فرما سکتا ہے۔ قیامت تک۔ مگر ماں باپ کی نافرمانی کا جرم و گناہ اتنا سخت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے کرنے والے سے بدلہ اتنی جلدی کرتا ہے کہ مرنے سے پہلے اس کی زندگی میں ہی (مواخذہ) بدلہ لے لیا جاتا ہے (مستدرک جلد نمبر۴)

ایک اور روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی بندہ اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں یہ اس طرح ممکن ہے کہ دوسرے کے باپ کو کوئی گالی دے اور وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دے۔ اس طرح یہ دوسرے کی ماں کو گالی دے تو وہ ان کی ماں کو گالی دے۔ گویا اس طرح اس نے اپنی ماں کو گالی دی۔ (متفق علیہ)

والدین کی نا فرمانی کا انجام:

۱۔ دنیا اس سے جاتی رہتی ہے اس کو ایسا بُرا سمجھتی ہے جیسا کہ مومن دوزخ کو بُرا سمجھتا ہے۔

۲۔ اگر وہ کسی مجلس میں بیٹھ کر ان سے کوئی بات کرے گا تو حق تعالیٰ ان کے دل سے اس کی بات سننے سے پھیر دیتا ہے۔ اس کی کوئی بات نہیں سنتا۔

۳۔ اکابرین مخلوق الٰہی بھی اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔

۴۔ اس کا ایمان آہستہ آہستہ کم ہوتا رہتا ہے۔ پھر جسے اللہ تعالیٰ بد بخت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ حالت جاری رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا سارا الوزِ ایمان چلا جاتا ہے وہ کافر ہو کر مرتا ہے۔ خدا ہمیں اس سے بچائے اور جسے اللہ تعالیٰ بد بخت نہیں کرنا چاہتے وہ ناقص الایمان ہو کر مر جاتا ہے۔ خدا ہم کو اس سے پناہ دے

والدین کی رضامندی کا نتیجہ

۱۔ دنیا اس کو محبوب سمجھتی ہے۔ جیسے مومن جنت کو محبوب سمجھتا ہے۔

۲۔ لوگوں کو اس کی باتیں میٹھی معلوم ہوتی ہیں۔

۳۔ اکابرین مخلوق اس کو رحمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

۴۔ اس کا ایمان بڑھتا رہتا ہے۔

ھم

اقبال شاہین ملتان

جہالت کا نقشہ مٹا کر رہیں گے
ہدایت کا رستہ دکھا کر رہیں گے
ابھی تک جو غفلت میں سوتے ہوئے ہیں
ہم ان کو بھی آخر جگا کر رہیں گے
امانت، شرافت، دیانت ہیں موتی
یہ موتی جہاں میں لٹا کر رہیں گے
گھٹائیں جو ظلمت کی چھائیں جہاں پر
تو وحدت کی مشعل جلا کر رہیں گے
عداوت کے قصے بھلا کر جہاں سے
اخوت کا عالم بسا کر رہیں گے
ہمیں ہیں ہیں خالدؓ سے جانباز شاہیں
زمانے کو پھر سے بت کر رہیں گے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۸۱ ۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲۰۶۶۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G۸۴۲/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان و ہندوستان میں سالانہ چندہ	۱۱
ششماہی	۶
سہ ماہی	۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	۴۲
بحری ڈاک	۱۱
ہوائی ڈاک ششماہی	۲۱
بحری	۶
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۷۳/۵۰
بحری	۱۸/۵۰

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ بنام ماہنامہ "الفرقان" کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کر کے ڈاکخانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔

(سرکولیشن منیجر)

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا